Regd No P 67

رجسٹرڈ نمبر: پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰ - ۳ روپے
ممالک غیر ۵۰ - ۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۳ ہجرت ۱۳۴۱ ہش ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ ۳ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۸ اپریل (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کو کچھ ضعف کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان یکم مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان میں سیرت پیشوایان مذاہب کا نہایت کامیاب اور شاندار جلسہ

پیشوایان مذاہب کی عزت و احترام کے قیام کا بہترین ذریعہ

"ملک میں اتحاد و یکجہتی کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کا یہ ایک مبارک قدم ہے" (موہن لال)

قادیان ۳۰ اپریل۔ کل یہاں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام وسیع پیمانہ پر سیرت پیشوایان مذاہب کا شاندار جلسہ ۲ بجے سہ پہر سے ۶ بجے شام تک احمدیہ جلسہ گاہ میں نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت پنجاب کے ہوم منسٹر جناب پنڈت موہن لال جی نے کی۔ باوجود شدید گرمی کے زامی تعداد میں چندی گڑھ۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ دھار یوال۔ بٹالہ اور قادیان کے تعلیم یافتہ معززین نے جلسہ میں شمولیت کی۔ مبلغ سلسلہ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل جو ان دنوں رخصت پر تھے اور تبدیلی آب و ہوا کے لئے سرینگر (کشمیر) تشریف لے گئے ہوئے تھے کو خاص طور پر جلسہ میں شمولیت اور تقریر کے لئے بلایا گیا۔ حسب پروگرام جلسہ میں مختلف مذاہب کے مقررین نے مختلف پیشوایان مذاہب کی سیرت و سوانح اور ان کی روحانی تعلیمات پر لیکچر دیئے جسے دو ہزار کے قریب سامعین نے بڑے سکون، گہری دلچسپی اور پوری توجہ کے ساتھ سنا۔

جلسہ کے پیش نظر باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے جماعت کی طرف سے مہمانخانہ میں دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ پنڈت موہن لال جی کے ساتھ ۵۰ کے قریب غیر مسلم مہمان کھانے میں شریک ہوئے جن میں سے مندرجہ ذیل افراد خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

(۱) چوہدری سندر سنگھ صاحب ڈپٹی منسٹر ریلیف پنجاب (۲) شری خیراتی رام صاحب سرجن ایم۔ ایل۔ سی (۳) پنڈت گورکھناتھ صاحب صدر ضلع کانگرس و سابق ایم۔ ایل۔ اے حلقہ بٹالہ (۴) سردار ستنام سنگھ صاحب، ایم۔ ایل۔ اے حلقہ قادیان (۵) ڈاکٹر سردار موہن سنگھ صاحب ڈیوائزری۔ ایچ۔ ڈی اے امرتسر (۶) لالہ پشاوری مل صاحب وکیل گورداسپور (۷) سردار پرکاش سنگھ صاحب ایم۔ اے امرتسر (۸) گیانی گوربچن سنگھ صاحب ہیڈ پرچارک شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر (۹) سردار جواہر سنگھ صاحب جج ریٹائرڈ چیف انجنیئر امرتسر (۱۰) مسٹر موہن آنند صاحب ایڈووکیٹ گورداسپور (۱۱) مسٹر جسونت سنگھ صاحب نمائندہ پریس ٹرسٹ آف انڈیا از بٹالہ (۱۲) شری دید بھوشن صاحب ڈسٹرکٹ پبلیسٹی آفیسر گورداسپور (۱۳) لالہ رام رتن صاحب ایڈووکیٹ بٹالہ (۱۴) چوہدری بلدیو کشن صاحب سورج ٹرانسپورٹ امرتسر و برادر چوہدری مراد کشن صاحب)

جلسہ گاہ

یہ سب دوست کھانے سے فراغت کے بعد احمدیہ جلسہ گاہ میں وقت مقررہ پر تشریف لے گئے۔ جلسہ گاہ میں شامیانوں اور قناتوں سے سایہ کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔ مقررین اور خاص مہمانوں کے لئے دو سو سے زیادہ کرسیاں رکھی گئی تھیں جبکہ دیگر سامعین کے لئے خوبصورت دریاں بچھا دی گئیں۔ جلسہ گاہ کی دیواروں پر پیشوایان مذاہب زندہ باد۔ پاک محمد مصطفیٰ زندہ باد۔ حضرت مرزا غلام احمد کی جے۔ شری کرشن کی جے۔ حضرت بدھ زندہ باد۔ حضرت عیسیٰ زندہ باد۔ حضرت نانک رح زندہ باد وغیرہ مختلف پیشوایان مذاہب کے نام کے عقیدت مندانہ طغرے آویزاں کئے گئے۔

جلسہ کا آغاز

صدر جلسہ جناب پنڈت موہن لال جی کے سٹیج پر پہنچنے اور کرسی صدارت پر تشریف فرما ہونے پر تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جو کہ مکرم حافظ صلاح الدین صاحب نے کی مختلف انبیاء کے ذکر پر مشتمل متعدد آیات کی تلاوت کے بعد مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے سامعین کی دلچسپی کے لئے ان آیات کا ترجمہ اور مختصر مطلب بیان کیا اور قاری حکیم الدین صاحب حیدرآبادی نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "محمد ہست برہان محمد" (؟) "حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی" خوش الحانی سے سنایا۔ بعدہٗ:

خطبہ استقبالیہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں نہایت مؤثرانہ رنگ میں جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اور مناسب موقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے بعض ایسے حوالہ جات سنائے جن میں دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی عزت و احترام کے بارہ میں دلکش تعلیم درج ہے۔ دوران تقریر میں آپ نے ملکی فضا کو درست کرنے اور ہموطنوں کے دلوں کی کدورت کو دور کرنے کے لئے ۱۹۲۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جلسہ ہائے سیرت پیشوایان مذاہب کے انعقاد کی جو تحریک چلائی اس کا ذکر کیا اس سلسلہ میں آپ نے پنڈت نہرو کا حوالہ بھی سنایا جو اسی زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس میں آپ نے ہر ایسی کوشش کو جو ملکی باشندوں کو اتحاد پر زور دینے کے لئے کی جائے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر مبارکباد دی۔ اسی طرح اخبارات اور سیاسی لیڈروں کے تاثرات بھی بیان کئے آخر میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ برادران وطن کا باہمی محبت و الفت سے رہنا ملک کی تعمیر نو کے لئے بڑا ضروری ہے اور بتایا کہ اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہر مذہب و ملت کے روحانی پیشوا کو پوری عزت و احترام سے یاد کیا جائے۔ اس طریق سے دلوں سے سب قسم کی کدورتیں دور ہو کر باہمی منافرت ختم ہوگی۔ آپ نے مختلف روحانی رہنماؤں کو خوشنما گلدستہ کے پھولوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آؤ ہم بھی اس وقت اپنے آسمانی آقا کے ہاتھ سے تیار کردہ گلدستہ کے رنگ برنگ کے پھولوں کی خوشبو سے اپنی مجلس کو معطر کریں اور سٹیج سے مختلف راہنماؤں کی مہاکے گیت گائیں!

محترم صاحبزادہ صاحب کا یہ دلنشین خطبہ تقریباً ۲۰ منٹ تک جاری رہا جسے تمام حاضرین نے بڑی توجہ اور خاص دلچسپی سے سنا۔

حسب پروگرام پہلے نمبر پر جناب گیانی گوربچن سنگھ صاحب ہیڈ مشنری گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر نے تقریر کی جس میں

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رتنا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

آپ نے بانیانِ مذاہب کی عظمت اور ان کے وجود سے دنیا کو عظیم فائدہ کا ذکر کرتے ہوئے

حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح

پر مختصر رنگ میں روشنی ڈالی۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا سے دہریت کو ختم کرنے کے لئے ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے اور ہمیں ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہونا چاہیئے۔ اسی میں سب کا بھلا ہے۔

دوسرے نمبر پر سردار جواہر سنگھ صاحب جاج چیف انجنیئر ریٹائرڈ نے

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم"

کے عنوان سے بڑی ہی پُرلطف تقریر کی جس میں آپ نے بڑی محبت کے انداز میں اسلامی مساوات، اخوت اور مہمان نوازی کی خوبیوں کو پیش کرتے پُرجوش انداز میں باہمی محبت و الفت کی اپیل کی۔ تقریر کے آخر میں آپ نے احمدیہ جماعت کا مقصد بیت سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خوشی کی بات ہے کہ اسلام میں اس وقت ایک فرقہ ہو گیا ہے جو احمدیوں کا ہے۔ انکی کوشش ملاحظہ ہو کہ جملہ پیشوایان مذاہب کے احترام کے لئے ایک اچھی راہ نکالی۔ انہوں نے ایک ایسا باغ تیار کیا گیا ہے جس سے دلوں کو تسکین اور روح کو راحت حاصل ہوتی ہے۔

بعدہٗ مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے جناب قیس مینائی صاحب کی مشہور نظم

"شام کنہیا"

خوش الحانی سے دلکش انداز میں سنائی

تیسری تقریر جناب لالہ پشاوری لال صاحب ایڈووکیٹ گورداسپور کی ہوئی آپ نے

شری کرشن جی کی زندگی کے حالات

سنائے۔ آپ نے جناب قیس مینائی کی نظم پر اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے کہا جو نظم ابھی پڑھی گئی ہے دراصل یہ میرے دل کی آواز تھی۔ شاعر کی شاعری کا کمال یہی ہے کہ وہ سامعین کے دلوں کی ترجمانی کرے اس نظم میں بڑے ہی دلنواز انداز میں حضرت شری کرشن کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ نے مختصر تقریر میں حضرت کرشن علیہ السلام کی پیدائش کے حالات پر خصوصیت سے روشنی ڈالی

چوتھے نمبر پر چوہدری سندر سنگھ صاحب ڈپٹی منسٹر پنجاب نے تقریر کرتے ہوئے کہا جتنے بھی پیغمبر ہوئے سبھی یہ کوشش کی ہے کہ ساری دنیا بھلائی کی طرف لے ... سب مذاہب محبت کی تعلیم دیتے ہیں ان سب بزرگوں کی تعلیم کی ہمیں پیروی کرنی

چاہیئے اور آپس میں محبت کے تعلقات کو بڑھانا چاہیئے۔

پانچویں نمبر پر جناب ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب دیوانہ ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی۔ لٹ نے تقریر کی۔ آپ سنہ ۱۹۳۱ء میں بھی مذاہب کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے آپ پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی زبان کے شعبہ کے انچارج رہ چکے ہیں۔ آپ نے نہایت سلجھے ہوئے پیرایہ میں دلچسپ تقریر کی۔ اور مختلف مذاہب کی بعض خاص خاص خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی اخوت اور مساوات کی تعریف کی۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہم سب کو اپنی عملی زندگی میں

تمام مذاہب کی مشترکہ اخلاقی اقدار

کو ہمیشہ نظر رکھنا چاہیئے۔ آپ نے آج کے جلسہ کے افادی پہلو کو سراہتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ مذہبی پیشواؤں کی محبت، عزت اور احترام کے قیام کے لئے جس سعی کی بنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے رکھی مجھے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ بڑی خوبی سے اسے کامیاب بنانے میں لگی ہوئی ہے۔

سیرت و تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چھٹے نمبر پر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تقریر ہوئی آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے مشن اور آپ کی سیرت پر ایک برجستہ تقریر فرمائی دوران تقریر میں آپ نے دنیوی لیڈروں اور روحانی ریفارمروں کے انقلابی کام کا بڑے ہی دلنشیں انداز میں فرق بیان کیا اور بتایا کہ دنیوی لیڈر ہمیشہ زمانہ کے حالات کے موافق کوشش کرتے اور قوموں کو انقلاب کے لئے تیار کرتے ہیں۔ بیکن روحانی رہنما ناساعد حالات میں دنیا کے بگڑے ہوئے رجحان کے خلاف ان میں منضبط انقلاب لانے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑی ہی مخالفتوں اور ناساعد حالات میں سے گزر کر بالآخر اپنے نیک مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔!! اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بپا کردہ اُس ذہنی اور روحانی انقلاب کا ذکر کیا جو جہاد کے صحیح معنوں کے سمجھنے اور دنیا کے تمام مذاہب و پیشواؤں کی ساری عزت و احترام کے قیام وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس صلح کی پیشکش کا ذکر کیا جس کے ذریعہ آپ نے سنہ ۱۹۰۸ء میں ملک کی ہندو مسلم دو بڑی قوموں کو جلد آپس میں صلح کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس

کی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا۔

آخر میں فاضل مقرر نے اس بات پر زور دیا کہ دلوں میں تبدیلی ملک میں دیرپا اور صحت مند انقلاب لانے کا باعث ہو سکتی ہے۔ جو ہر زمانہ میں ظاہر ہونے والے مذہبی راہنماؤں کے ذریعہ پیدا ہوتا رہا اس لئے یہ سب بزرگ ہم سب کے لئے انتہائی عزت و احترام کے لائق ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر چل کر ہم باہمی الفت و محبت میں قدم آگے بڑھا سکتے ہیں۔

محترم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد دس منٹ کے لئے پنڈت گورمکھ داس صاحب نے تقریر کی جس میں انہوں نے ہندوستان میں امن اور ترقی کے لئے قومی یکجہتی کے نظریہ کی تائید کی۔

شریمان پنڈت موہن لال جی کی صدارتی تقریر

صدر جلسہ شریمان پنڈت موہن لال جی کو چونکہ اپنی دیگر مصروفیات کے باعث جلد چنڈی گڑھ واپس چلے جانا تھا اسلئے ساتویں نمبر پر آپ ہی کی صدارتی تقریر ہوئی جس میں آپ نے اپنی مجبوری کا پیش کرتے ہوئے جلسہ کے دوران ہی چلے جانے پر معذرت کی اور سامعین سے جلسہ میں شریک رہ کر بقیہ کارروائی جاری رکھنے کی تلقین کی۔ آپ نے باہمی رواداری اور پیشوایانِ مذاہب کی عزت کے لئے مشترکہ پلیٹ فارم قائم کرنے پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور اس بات کی امید ظاہر کی کہ ایسے جلسے ملک میں زندہ دارانہ منافرت سے نجات دلانے میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ نے کہا صاحبزادہ صاحب نے اپنی استقبالیہ تقریر میں جو تمام کچھ بیان کیا ہے جس کے پیش نظر یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ واضح بتایا گیا کہ ملک کی تعمیر نو میں ملک واسیوں کا باہم متحد ہونا نہایت ضروری ہے۔ ملک کی تعمیر کا کام اگرچہ بڑا مشکل کام ہے مگر ہم سب کی مشترکہ کوششوں سے آسان ہو سکتا ہے۔ قومی یکجہتی اور متحدہ ترقی کا جذبہ ہی تو ملک کو ترقی کی طرف لے جا سکتا ہے۔ آپ نے کہا باہمی نفرت پیدا کرنے والی باتوں کو جلد ختم کر دینا چاہیئے اگر ہمارے سماج میں نفرت کا بیج رہا تو ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ پہلے تو کہا جاتا تھا کہ انگریز ہمیں لڑاتا ہے۔ لیکن زمانہ آزادی میں ظاہر ہونے والے ناخوشگوار واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ یہ زہر اب تک ملک کے اندر موجود ہے۔ پس اگر ہم نے زندہ رہنا ہے تو اس زہر کو جسم سے دور کرنا ہوگا آپ نے کہا حکومت کو ایک ایسے نیشنل انسٹی ٹیوٹ قائم کرنا چاہیئے جس کے نتیجہ میں مختلف مذاہب کے مذہبی تہواروں کو مشترکہ طور پر گورنمنٹ کی سطح پر منائے

جانے کا انتظام کیا گیا ہے لیکن ہم سب پر بھی ایک ایسی ذمہ داری ہے ہمیں اس کو نبھانا ہے۔ جماعت احمدیہ اسی مقصد کے تحت یہ جلسہ منعقد کر رہی ہے کہ ہمیں یکجہتی حاصل ہو۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے بہت ہی مبارک قدم اٹھایا ہے۔ ہم اپنے پروگرام میں اور زیادہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

آخر میں آپ نے کہا کہ یہی اچھا ہوتا کہ جائے اپنے اپنے پیشوا کا تقریر کرنے کے ایک مذہب دوسرے کے بزرگ کے متعلق تقریر کرتا اس طرح لفظاً ہی طور پر اچھا اثر پڑتا اور جلسہ کے اغراض و مقاصد زیادہ بہتر رنگ میں پورے ہو سکتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دوسروں کی زبانی اپنے بزرگوں کی ستائش کر دل کو زیادہ سرور اور شانتی حاصل ہوتی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی طرف سے شکریہ

چونکہ پنڈت جی جلدی واپس جانے والے تھے اس لئے ... اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ آپ کی بیان کردہ تجویز کی تائید میں آپ نے بتایا کہ حقیقتاً امام جماعت احمدیہ کے پیش نظر بھی اسی رنگ کا پروگرام ہے۔ لیکن دقت پر موزوں مقررین کے تیار نہ ہو سکنے اور بعض دیگر عملی دقتوں کے باعث زیادہ پابندی سے اس پر عمل در آمد نہیں ہو سکا ... [illegible] ... اعتماد ... آئندہ بھی ... جاری رکھیں گے۔ بایں ہمہ آئندہ کے لئے خیال رکھا جائے گا کہ ایک مذہب کے پیشوا کے حالات اور ان کی روحانی تعلیمات دوسرے مذاہب کے مقررین بیان کریں تا اس بابرکت سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ بامقصد بنایا جا سکے۔

آپ کے بعد چوہدری کنس راج صاحب سنگھ ... آف گورداسپور نے اتحاد کے بارہ میں پُرلطف نظم سنا کر سامعین کو محظوظ کیا۔

بعد کی کارروائی

شریمان پنڈت موہن لال جی کے تشریف لے جانے کے بعد جلسہ کی بقیہ کارروائی کیلئے صدارت کے فرائض سردار جواہر سنگھ صاحب جاج چیف انجنیئر ادا کئے۔

پروگرام کی اگلی تقریر موہن آنند صاحب ایڈووکیٹ گورداسپور نے کی جس میں آپ نے بلحاظ تمام مذاہب آپس میں محبت، الفت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جملہ مذاہب کی اس مشترکہ تعلیم کے پیش نظر گاندھی جی نے اپنی پرارتھنا میں تمام مذاہب کی مقدس کتابوں کو شامل کرنے کا طریق اختیار کیا۔ اور بتایا کہ یہ طریق بھی مختلف قوموں اور فرقوں کے آپسی بُعد کو دور کرنے کا مفید ذریعہ ہے۔

اس کے بعد ... گورداس کالج ... اور فسر سردار پرکاش سنگھ صاحب (باقی صفحہ پر)

جلسہ پیشوایانِ مذاہب قادیان کیلئے

معززین کے پیغامات

قادیان ۲۹ راپریل جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی تقریب میں شمولیت کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بہت سے معززین کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ بعض ایسے معززین جو اپنی مصروفیات کے باعث ذاتی طور پر جلسہ میں شمولیت نہ کر سکے آپ نے اپنی نیک خواہشات کے ساتھ جلسہ کی اہمیت کے پیشِ نظر فردی پیغامات ارسال فرمائے۔ جو احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب پریذیڈنٹ انڈیا۔ دہلی

آپ کے دعوت نامہ کے خط کا شکریہ۔ مجھے اس بات کے علم سے خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ جماعت ۲۹ راپریل کو جلسہ پیشوایانِ مذاہب منعقد کر رہی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ جلسہ کامیاب اور بہترین نتائج کا حامل ہو۔

سردار حکم سنگھ صاحب سپیکر لوک سبھا۔ دہلی

آپ کا دعوت نامہ ملا۔ مجھے خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت سالانہ جلسہ پیشوایانِ مذاہب اس سال ۲۹ راپریل کو منا رہی ہے۔ یہ ایک قابلِ قدر نیک کام ہے جس سے یقیناً مختلف اقوام میں باہمی محبت اور رواداری میں مدد ملے گی۔ آپ کی یہ کوشش وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے والی ہے۔ جس کے لئے میں دلی نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں

شری دیوان چند شرما ممبر پارلیمنٹ دہلی

آپکے دعوت نامہ کا شکریہ۔ مجھے اس اطلاع سے خوشی ہوئی ہے کہ آپ ۲۹ راپریل کو یوم پیشوایانِ مذاہب منا رہے ہیں یہ ایک بہت اعلیٰ اور نیک کام ہے جو آپ کی جماعت کر رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس سے مختلف مذاہب کے باہمی تعلقات پر خوشگوار اثر پڑے گا مجھے افسوس ہے کہ میں اس روز پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آپ کے پروگرام میں شامل نہیں ہو سکتا۔

میری دلی خواہش ہے کہ آپ کا جلسہ کامیاب ہو۔

گورنر صاحب پنجاب چنڈی گڑھ

جناب گورنر صاحب پنجاب کی طرف سے اُن کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں:-

جناب گورنر صاحب کی خدمت میں آپ کا دعوت نامہ پیش کیا گیا انہوں نے آپ کو جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات کا پیغام پہنچانے کی ہدایت فرمائی ہے۔

سردار دربارا سنگھ صاحب وزیر ترقیات صدر پردیش کانگرس چنڈی گڑھ

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مورخہ ۲۹ راپریل کو قادیان میں آپ یوم پیشوایان مذاہب کی تقریب منا رہے ہیں۔

دُنیا کے تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم باہمی رواداری ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور صلح کاری کے اصولوں پر مبنی ہے۔ ہر وہ قدم جو مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے میں مدد دیتا ہے قابلِ قدر اور ستائش کے لائق ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کی کوششیں مفید نتائج کا موجب ہوں گی۔

اس مبارک موقعہ پر میں اپنی دلی نیک تمناؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔

شری پربودھ چندر سپیکر پنجاب اسمبلی چنڈی گڑھ

مجھے آپ کا خط مورخہ ۱۹ راپریل ملا۔ اور اس بات سے از حد خوشی ہوئی کہ آپ یوم پیشوایانِ مذاہب کی مشترکہ تقریب منا رہے ہیں

آج مذہب کے نام پر بہت سے بُرے کام کر کے دنیا اس کے حقیقی اصولوں اور اس کی خوبیوں کو فراموش کر چکی ہے۔ یہ وقت ہے کہ ہم مذہبی رواداری کے اصول کو پھر سے اپنائیں۔ آپکا جلسہ یقیناً ایک ایسا موقعہ فراہم کرے گا۔ جس سے مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر باہمی رواداری اور ملکی اور قومی یکجہتی کا پرچار کرکے اہلِ وطن کو بھولا ہوا سبق یاد دلا سکیں۔

میں آپ کے اس جلسہ کی کامیابی کا خواہاں ہوں۔

پروفیسر عبدالمجید خاں صاحب ممبر پنجاب پبلک سروس کمشن پٹیالہ

آپ کا دعوت نامہ موصول ہوا جس کے لئے میرا دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ جلسہ پیشوایانِ مذاہب کو پوری شان کے ساتھ ایک وسیع پیمانہ پر منانے کا خیال یقیناً ایک خوشکن اور پاک نظریہ ہے جو حضرت امام جماعت احمدیہ کو آج سے تیس سال قبل پیدا ہوا۔ اور یہ امر قابلِ قدر ہے کہ آپ ہر سال ایسا جلسہ منعقد کر کے اپنی قدیم روایت کو قائم رکھتے ہیں۔

میری دلی دعا ہے کہ ۲۹ راپریل کو مجوزہ جلسہ پوری کامیابی اور بہترین نتائج کا باعث ہو۔

چونکہ ۲۶ رتا ۲۹ راپریل تک میرا پہلے سے طے شدہ پروگرام ایسا ہے جس کی وجہ سے میں جلسہ میں شرکت سے معذور ہوں اس لئے میں اپنے جلسہ میں حاضر نہ ہوسکنے کے لئے افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔

شری تیج بہادر صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈیٹر اخبار رہنما کھنڈیلہ

انسان روحانیت کا محتاج ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کی روحانی رہنمائی کے لئے خدا تعالیٰ نے مذہبی راہنماؤں کے روپ میں دنیا کی روشنی کے سامان بہم پہنچاتا رہا ہے۔ اور جب بھی دنیا کے لوگ اپنے مسلک سے بھٹک جاتے ہیں۔ تو اُن کی روحانی اور اخلاقی بہتری کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے نبیوں۔ اوتاروں کے ذریعہ سے اُنہیں صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ مختلف زمانوں۔ مختلف قوموں مختلف ملکوں میں خلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے جس قدر بھی رشی منی اوتار اور نبی آتے رہے اور یہ تمام ایک ہی خدا کی طرف سے ایک ہی قسم کا مشترکہ نیکی کا پیغام لاتے رہے ہیں۔

گذشتہ دو عظیم جنگوں کی تباہ کاریوں کے بعد آج پھر انسانیت کو اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام مذہبی اور روحانی پیشواؤں کی روحانی اقتدار کو اُجاگر کرکے دنیا کی اخلاقی حالت کو بلند کیا جائے تا دنیا شیطانی طاقتوں کے مقابلہ کے لئے اپنی طاقت کو مجتمع کرکے دنیا کو تباہ ہونے سے بچا سکے۔

جس قدر بھی انبیاء۔ رشی اور اوتار اور گورو دنیا میں گذرے ہیں۔ سب نے مشترکہ پیغام دیا ہے۔ کہ ہم سب کا پیدا کرنے والا ایک خدا۔ پرماتما یا واہگورو موجود ہے یہاں تک کہ حضرت محمدؐ بانی اسلام نے بھی قرآن کریم آخری شریعت کے ذریعہ سے یہی پیغام دیا کہ ہمارا ایک زندہ خدا اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ موجود ہے۔ وقت ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والے اکٹھا بیٹھ کر اپنے رہنماؤں کے قیمتی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں تاکہ ایک مشترکہ کوشش کے ذریعہ سے دنیا کی روحانی پیاس بجھائی جاسکے۔

شری طیب حسین خاں صاحب ڈپٹی وزیر صحت پبلک ورکس چنڈیگڑھ

آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ۔ میری دلی خواہش تھی کہ میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے موقعہ پر قادیان آسکتا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض مصروفیات کے باعث اس خواہش کو اس دفعہ پورا نہیں کر سکتا۔ مجھ سے پٹیالہ میں پروفیسر عبدالمجید خاں صاحب نے بھی آپ کی کانفرنس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اپنی مجبوریوں کے باعث میں نے ان سے بھی معذرت کر دی ہے۔ امید ہے کہ آپ میری غیر حاضری کو محسوس نہیں کریں گے۔ نیک خواہشات کے ساتھ۔

انکے علاوہ مندرجہ ذیل معززین کی طرف سے بھی ایسے ہی پیغامات موصول ہوئے ہیں جن میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب کی کامیابی کے متعلق اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے اپنی مصروفیات کے باعث حاضری سے معذرت کی گئی ہے:— (۱) شری ڈی۔ آر۔ ایس۔ بی۔ ہتل صاحب منسٹر لیبر و ٹیلیکیشن پنجاب چنڈیگڑھ (۲) شری مالیش صاحب وزیر تعلیم پنجاب (۳) شری رام کشن صاحب منسٹر ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ چنڈیگڑھ (۴) شری جاشہ بنارسی داس صاحب ڈپٹی منسٹر سول سپلائیز پنجاب (۵) شری بخشی پرتاپ سنگھ صاحب ڈپٹی وزیر ترقیات پنجاب (۶) شری ایشونت رائے صاحب ڈپٹی منسٹر جنرل ایڈمنسٹریشن پنجاب (۷) سردار ہربنس سنگھ صاحب ڈپٹی منسٹر ویلفیئر پنجاب (۸) شری لال جگت نرائن صاحب سابق وزیر تعلیم پنجاب (۹) گیانی رتن سنگھ صاحب ڈپٹی منسٹر زراعت پنجاب (۱۰) سردار پریم سنگھ صاحب پریم اسٹیٹ منسٹر برقیات پنجاب (۱۱) سردار اجمیر سنگھ صاحب منسٹر مالیات پنجاب

شذرات

تذکرۂ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن - بمبئی ۔

سید احمد بریلوی کی خوش عقیدگی کا ایک تماشہ دیکھئے

کہ جب سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ "معرکہ بالاکوٹ" میں شہید ہو گئے تو ان کے عقیدتمندوں کے سامنے ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا اور وہ ہے ان کی موت و زندگی کا مسئلہ۔ جماعت مجاہدین کے اکثر لوگوں نے اس بات پر زور دینا شروع کیا کہ ابھی آپ کی وفات نہیں ہوئی - آپ تو محض نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ ان کے اس خیال کو تقویت قرآن، حدیث یا کسی عقل و منطق سے نہیں ملی ۔ بلکہ خود سید احمد بریلوی کے بعض اقوال ان کے اس خیال کے مؤید بن گئے ۔

اس قصہ کی تفصیل مولانا محمد میاں ناظم جمیعتہ علماء ہند کے قلم سے سنئے

اس پارٹی (مذکورہ بالا پوری پارٹی) کا مرکزی فکر یہ بتایا جاتا ہے کہ امیر شہید غیر معین عرصہ کے لئے غائب ہو گئے ہیں۔ ان کے انتظار میں جہاد کی تیاری کرتے رہنا چاہیئے - وہ ضرور آئیں گے اور انہیں کی امامت میں کام کرنے سے نجات مل سکتی ہے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ اہل علم کی مرکزی جماعت کا مرکزی فکر جعلی ہو۔

دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں (یعنی مولینا عبید اللہ سندھی) بعض اتفاقی واقعات بھی اس کے مؤید ہو گئے ہیں ۔ امیر شہید بالاکوٹ کے واقعہ سے چند روز پیشتر تک اپنے اصحاب کو وصیت کرتے رہے ہیں کہ اگر بالفرض کسی ضرورت کے لئے ہم چند روز غائب ہو جائیں تو آپ لوگ مایوس نہ ہوں بلکہ اپنے کام پر مستقل طور سے قائم رہیں ۔ درحقیقت وہ اس اشارہ سے اور کنائے سے پیش آنے والے واقعات کے لئے ذہنوں کو تیار کرتے تھے مگر پریشان دماغی اس قدر سوچنے کا موقعہ کب دیتی ہے ۔

آگے مولانا محمد میاں لکھتے ہیں کہ

ہمارے خیال میں سید صاحب کے وہ جملے بھی اس روایت اور عقیدے کی بنیاد بن گئے ۔ جو عزم بالجزم اور مقصد پر مکمل یقین و اعتماد کے ماتحت آپ کی زبان سے صادر ہوتے تھے اور آپ کے معتقدین کے ذہن میں پتھر کی لکیر بن گئے تھے ۔ مثلاً جب آپ ہجرت کر رہے تھے تو آپ نے اپنی ہمشیرہ محترمہ سے فرمایا تھا کہ جب تک فلاں فلاں کام انجام نہ پا جائیں میری موت نہیں آ سکتی ۔ اگر کوئی قسم کھا کر بھی میرے مرنے کی خبر دے اس کا یقین نہ کرنا۔ اس پر سونے کا سہاگہ یہ کہ آپ کے معتقدین کا دل نہیں چاہتا تھا کہ حضرت سید صاحب حادثۂ موت کا شکار ہوں اور بقول مولانا سندھی شکست فاش کا تصور مجاہدین کے فکر سے کوسوں دور تھا۔ بہرحال جذبات نے تمنا اور آرزو میں عقیدے کی قوت پیدا کر دی۔ اور جیسے جیسے جذبات زور ہوتے رہے ۔ عقیدہ بھی مضبوط ہوتا رہا یہاں تک کہ ختم ہو گیا ۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی)

" سیرت سید احمد شہید" مصنفہ مولوی غلام رسول مہر میں میدان بالاکوٹ کی جو تفصیل دی گئی ہے۔ اس سے بھی یہی شبہ ہوتا ہے کہ آپ بالاکوٹ میں شہید نہیں ہوئے بلکہ گوجر قوم کے کچھ آدمی آپ کو اپنے ساتھ لے کر غائب ہو گئے۔ کیا حیات عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں بھی اس سے زیادہ کوئی بات کی گئی ہے ؟

خدا کا تبسم

سید احمد بریلوی نے مکہ معظمہ سے جو روداد سفر مولینا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کو لکھ کر بھیجی اس میں وہ لکھتے ہیں کہ :

جب میرا جہاز راس کماری (رتاب وکمری) کے پاس آیا تو چونکہ وہ جگہ بڑے تنزل اور خطرات کی ہے ۔ اس لئے میرے جہاز میں بھی جنبش پیدا ہوئی اور غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہوا ۔ اس وقت ایک تجلی ظاہر ہوئی ۔ ارشاد ہوا کہ اگر میں تجھ کو غرق کر دوں تو تم کیا کرو گے میں نے عرض کی کہ اے خدا! اگر تجھ کو میرا غرق ہونا پسندیدہ ہو اور مجھ کو غرق کر سے اور سارا عالم مجھ کو بچانا چاہے تو اس صورت میں بچنا بھی پسند نہیں کروں گا۔ اور اپنا ہاتھ کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں دوں گا - اس وقت ایک کیفیت ظاہر ہوئی جس کو مسکراہٹ کہہ سکتے ہیں اور کہا کہ میں تجھ کو غرق نہیں کروں گا (سوانح احمدی)

جو لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشوف پر اعتراض کرتے ہیں انہیں سید احمد بریلوی کے اس کشف پر غور کرنا چاہیئے ۔

مناظرہ و مباحثہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ اور علماء سے مباحثہ و مناظرہ کی بنیاد پڑی اس پر آج بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جبکہ ملک غلامی کی زنجیر میں بند تھا آزادیٔ وطن کی تحریک کو چھوڑ کر عقائد کے اختلافات میں الجھنا غلط اقدام تھا۔ یہی لوگ جب سید احمد بریلوی کی سیرت لکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان میں شیعہ سنی اختلافات ہر جگہ پائے جاتے تھے ۔ اور سید احمد بریلوی کے رفقاء نے بھی اس نزاع میں حصہ لینے سے کوئی کوتاہی نہیں کی ۔ بلکہ ایک مرتبہ شیعوں کی ایک آبادی پر فوج کشی تک کی ۔ اس سے اصلاح و تجدید کے کارناموں کی حدود متعین ہوتی ہے ۔ سچ یہ ہے کہ اندرونی مفاسد کی اصلاح سے پہلے بیرونی نقائص کے ازالہ میں الجھ کر رہ جانا کوئی عقلمندی کا کام نہیں ۔ اگر یہ نہ ہوتا تو خود سرحد کے مسلمانوں نے سید احمد بریلوی کے مجاہدوں کا قتل عام نہ کیا ہوتا فافہم و تدبر۔

اہلی زندگی کا خاتمہ

ہم ابھی تک اہل و عیال اور خاندان کے جذباتی تصور سے اپنا جی بہلاتے تھے ۔ لیکن زمانے کا رنگ جس طرح بدل رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیئے کہ ہندوستان جہاں کمیونسٹ راج ہے نہ سوشلسٹ راج ۔ جہاں کے دستور میں تمام ازموں کی خوبیاں اپنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس ملک کے عروس البلاد بمبئی میں کل دو سو خاندان راتوں رات بے گھر کر دیئے گئے ۔ بیرواتھ الحق بلڈنگ سے ڈھائی تین سو قدموں کے فاصلہ پر ہوا ایک طویلہ جس میں دو سو خاندانوں کی جھونپڑیاں تھیں اجاڑ ڈالی گئیں ۔ بلکہ ان میں آگ لگا دی گئی ۔ لوگ اپنی جان اور مال و اسباب لے کر اس طرح بھاگے جیسے جناب اسرافیل نے صور قیامت پھونکا ہو۔ معلوم ہوا کہ میونسپل حکام کا آرڈر ہے کہ طویلہ خالی کر دیا جائے یہ حکم سنتے ہی لوگوں کو اپنا اہل و عیال اور خاندان یاد آنے لگا ۔ زندگی کا جو پرانا تصور تھا - جواب بوسیدہ تصور کہلاتا ہے وہ یہ ہے کہ جس جگہ انسان رہتا تھا اس کو درجہ تقدیس حاصل ہو جاتا تھا - اس سے انسان کو اتنی محبت ہوتی کہ باد و باراں یہ تباہ ہو جاتے سیلاب ان کے مکانوں کے نشان تک مٹا ڈالتا ۔ مگر زمانہ حالات کے سنبھلتے ہی لوگ پھر اسی جگہ نئے مکان کی تعمیر کر لیتے ۔ کہنے والے نے تو یہاں تک کہا کہ

" خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر "

لیکن اس "دور وطن پرستی" میں وطنیت کا یہ تصور بھی مٹ چکا ہے ۔ اب وطن کسی گاؤں یا شہر کا نام نہیں بلکہ ملک کی حدود اربعہ وطن ہے ۔ اس لئے حکومت جب چاہے ایک علاقہ وطن سے اکھیڑ کر دوسرے علاقے میں پھینک سکتی ہے ۔

چین کی مثال ہمارے سامنے ہے وہاں کے اشتراکی حکمرانوں نے وطنیت اور اہلی زندگی کا نظام ہی ملیا میٹ کر ڈالا ۔ باپ مشرق بھیجا گیا تو بیٹا مغرب۔ بیوی کی ڈیوٹی دن کی ہے تو شوہر کی رات کی ۔ آج دنیا کی ایک چوتھائی آبادی اس نظام کے ماتحت زندگی بسر کر رہی ہے اور یہی زندگی کا ترقی یافتہ طریقہ کہلاتا ہے ۔ اشتراکی لیڈر اینگلز نے خاندان ذاتی ملکیت اور ریاست کے عنوان پر جو کتاب لکھی ہے اس کے مطالعہ کے بعد زندگی کے ان تینوں نظاموں کی عظمت نظروں سے گر جاتی ہے۔ بلکہ یہی تینوں نظام تمام مفاسد کا سرچشمہ نظر آنے لگتے ہیں ۔

پرانے فلسفی انسان کی حیوانیت پر بڑا زور ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ انسان اپنی اصل کے اعتبار سے حیوان ہے ۔ مگر اس کو نطق کا ایک عارضہ لاحق ہو گیا ہے ۔ اس لئے دوسرے حیوانوں سے ممتاز ہو گیا ہے اس کی علمی و فلسفیانہ تشریح نے بہت دنوں تک انسان کو مبہوت رکھا ۔ لیکن آج اگر وہ بھی اس کی عملی تفسیر دیکھتے تو پھڑک کر رہ جاتے کس طرح انسانوں کو ایک ڈھور یا مویشی کے ایک ریوڑ کی طرح ہانک کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دی گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

درخواست دعا

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی بیوی بچی ناصرہ بیگم کو ٹائیفائڈ کا دوبارہ حملہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے سخت پریشان اور متفکر ہیں ۔ احباب عزیزہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں (ایڈیٹر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نمائندگان جماعت سے ایک اہم خطاب

(۱) جامعہ احمدیہ میں زیادہ سے زیادہ طلباء بھجوانے کی کوشش کرو۔

(۲) تعلیمیافتہ احمدی نوجوان خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔

(۳) تحریک جدید کے دفتر دوم کے وعدوں کو اڑھائی لاکھ تک پہنچانے کی کوشش کرو۔

فرمودہ ۲۱ اپریل سنہ ۴۶ء بمقام قادیان

(۳)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ اپریل سنہ ۴۶ء کو بمقام قادیان مجلس مشاورت کے موقع پر نمائندگان جماعت سے جو اہم خطاب فرمایا ہے اس کی دو قسطیں پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری قسط الفضل سے نقل کرکے افادۂ احباب کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔

میں نے کل اپنی تقریر میں جو باتیں بیان کی تھیں ان کی طرف بھی میں ایک دفعہ پھر اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں بالخصوص اس امر کی طرف کہ جامعہ احمدیہ میں انہیں زیادہ طلباء بھجوانے چاہئیں تاکہ ہم جلد سے جلد دنیا میں اسلام کو پھیلا سکیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے ۲۵ سے ۵۰ تک ہر سال نئے لڑکے جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے چاہئیں۔ اور پھر ضروری ہے کہ آہستہ آہستہ ہم اس تعداد کو سو تک پہنچا دیں تا ایک سو علماء سالانہ ہماری جماعت کو مہیا ہوتا رہے یا اگر بعض نوجوان فیل ہو جائیں اور بعض پڑھائی چھوڑ دیں تب بھی ۷۰۔ ۸۰ علماء ہر سال ہماری جماعت کو ملنے لگ جائیں اور جلد سے جلد ہم دنیا کے تمام کونوں میں اپنے تبلیغی مشن پھیلا سکیں۔ اس وقت بعض جگہ آدمیوں کی کمی کی وجہ سے خطرناک حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ ابھی ہمارے مبلغین کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ افریقہ کے ایک حبشی قبیلہ پر

اسلام کی تائید میں زبردست رَو

چل رہی تھی اور وہ سارے کا سارا قبیلہ اس بات کے لئے تیار تھا کہ عیسائیت چھوڑ کر اسلام میں شامل ہو جائے۔ ان میں تبدیلیٔ مذہب کے متعلق ایک ہیجان اور طوفان برپا تھا۔ مگر اس وقت وہاں ایک ہی مبلغ تھا جسے نیروبی کی جماعت کی اصلاح کے لئے بھیجنا پڑا۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ بعد میں مخالفین نے ان کے دلوں میں ہمارے خلاف خطرناک جوش بھر دیا اور جب ہمارا آدمی واپس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بجائے اس کے وہ لوگ اسلام قبول کرتے وہ اسلام کی عداوت اور دشمنی میں سخت ہو چکے تھے۔ ایسی رَویں ہمیشہ چلتی رہتی ہیں اور ان سے فائدہ اُٹھانا زندہ قوموں کے لئے ضروری ہوتا ہے مگر یہ فائدہ پوری طرح نہیں اُٹھایا جا سکتا جب تک مبلغین کی کثرت نہ ہو۔ اسی طرح بعض اور علاقے ہیں جہاں سے متواتر مانگ آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں افریقہ میں ۱۲-۱۴ علاقے ایسے ہیں جہاں کے رہنے والے ہم سے مبلغوں کا تقاضا کر رہے ہیں مگر

ہمارے پاس مبلغ موجود نہیں

اور بعض تو چار چار پانچ پانچ سال سے آدمی مانگ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہماری قوم اسلام لانے کے لئے تیار ہے آپ اپنے آدمی ہماری طرف بھجوائیں مگر ہم اُن کے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکے۔ ایک رئیس نے تین چار سال تک ہم سے مبلغ کا مطالبہ کیا آخر اس نے لکھا کہ اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو میرے دین کا کون ذمہ دار ہوگا ایک اور کے متعلق ہمارے مبلغوں نے لکھا ہے کہ وہ بار بار ہمیں خط لکھتا تھا مگر ہم اس کے پاس نہ پہنچ سکے اب اطلاع ملی ہے کہ وہ مر گیا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ہی مجرم ہیں ورنہ وہ تو بار بار لکھ رہا تھا کہ مبلغ بھیجو مبلغ بھیجو۔ ہماری ہی غلطی ہے کہ ہم نے کوئی مبلغ نہ بھیجا اور وہ فوت ہو گیا۔

چوتھے تجارتی کاموں میں تعاون نہایت ضروری چیز ہے میں اس کے متعلق اپنی کل کی تقریر میں جماعت کو بہت کچھ نصیحت کر چکا ہوں

اب پھر نصیحت کرتا ہوں

کہ سلسلہ کی طرف سے جو کارخانے جاری ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ ان کارخانوں کے بنے ہوئے مال کو دوسرے کارخانوں پر مقدم سمجھیں بلکہ مقدم کا ہی سوال نہیں میرے نزدیک ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے اسے اپنے کارخانوں کی بنی ہوئی اشیاء کو خریدنا فرض سمجھنا چاہیئے۔ اور وہی چیز دوسروں سے خریدنی چاہیئے جو سلسلہ کے کارخانوں سے نہ مل سکتی ہو۔ اب ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی ہے کہ اگر اس میں صحیح طور پر تعاون کی روح پیدا ہو جائے تو وہ ابتدائی ناکامیاں جو بالعموم کارخانوں میں ہوتی ہیں ان سے ہمارے کارخانے بالکل محفوظ ہو جائیں۔ میرے نزدیک ہر مقام کے احمدی تاجروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کارخانوں سے مال منگوائیں اور یہ فیصلہ کریں کہ جو چیز ہماری جماعت کے کارخانوں میں تیار ہو رہی ہے وہ دوسروں سے نہیں لیں گے۔ پانچویں چیز جس کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے وہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت ہے میں بتا چکا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں نے ایک خطبہ کے ذریعہ جماعت کے تمام افراد سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ سال بھر میں کم از کم ایک شخص کو اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کا عہد کریں۔ اب تک صرف ۴۰ جماعتوں کے ۱۱۹۲ افراد نے اس سلسلہ میں وعدے کئے ہیں۔

یہ تعداد اس قدر قلیل ہے

کہ اسے دیکھتے ہوئے حیرت آتی ہے ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں تک پہنچ چکی ہے مگر اس عہد میں صرف ۱۱۹۲ افراد نے حصہ لیا ہے جو ثبوت ہے اس بات کا کہ ابھی تک ہماری جماعت نے اس عہد کی اہمیت کو پورے طور پر محسوس نہیں کیا۔ اب جبکہ ہماری جماعت یہاں سے فارغ ہو کر اپنی جماعتوں میں واپس جانیوالے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ واپس جا کر اپنی

جماعت کے ہر فرد سے یہ عہد لیں

کہ اگر ہماری جماعت کے کم از کم ایک لاکھ افراد ہی یہ عہد کر لیں اور ان میں سے آدھے بھی اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائیں تو پچاس ہزار سالانہ ہماری جماعت میں نئے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ اگر اس نسبت سے ہر سال ہماری جماعت میں نئے لوگ داخل ہونے لگ جائیں تو چار پانچ سال میں ہی ہماری جماعت کو غیر معمولی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اس کے بعد جب وہ ہزاروں نئے داخل ہونے والے افراد بھی دوسروں کو اپنے ساتھ ملائیں گے اور وہ افراد جو جماعت میں پہلے سے داخل ہیں وہ بھی اس عہد کو پورا کرتے چلے جائیں گے تو پھر ہزاروں کا ہی سوال نہیں رہے گا بلکہ ہماری جماعت میں نئے داخل ہونے والے افراد کی سالانہ تعداد لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ جائے گی۔ پس اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جماعت کے ہر فرد کو سال بھر میں کم از کم ایک شخص کو اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کا عہد کرنا چاہیئے اور نمائندگان کو واپس جا کر اپنی جماعتوں سے یہ عہد لے کر مرکز میں اطلاع دینی چاہیئے۔ تا ہماری جماعت کا قدم غیر معمولی تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع ہو جائے۔ چھٹے

وقفِ زندگی کی تحریک ہے

جس کی طرف میں نے بارہا توجہ دلائی ہے اس موقعہ پر میں پھر جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ نہایت سرعت کے ساتھ نوجوانوں کو آگے بھجوانے کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ جب جماعت کے نمائندے یہاں سے واپس جائیں تو وہ اپنی جماعتوں میں بار بار اس کا اعلان کریں تا

کون مولوی فاضل ایسا چھپا ہوا موجود ہو جس نے زندگی وقف نہ کی ہو یا ممکن ہے بعض گریجوایٹ ایسے ہوں جنہوں نے ابھی تک اپنی زندگی وقف نہ کی ہو گو بہت سے مولوی فاضل اور گریجوایٹ اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں مگر پھر بھی ہو سکتا ہے کہ ابھی بعض لوگ رہتے ہوں اس بارے بار بار جماعتوں میں یہ اعلان کیا جائے

کہ وقف زندگی کی تحریک میں سلسلہ کو مولوی فاضلوں اور نوجوانوں کی ضرورت ہے جن نوجوانوں نے ابھی تک اپنے آپ کو وقف نہ کیا ہو وہ اب وقف کر کے سلسلہ کی ضرورت کو

پورا کریں۔ ہمارے مبلغ جو باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے یورپین ممالک میں ۹ مختلف مقامات پر ہمارے مبلغ موجود ہیں کسی ملک میں تین ہیں کسی میں چار اور کسی میں پانچ۔ لیکن ابھی تیرہ جگہیں خالی پڑی ہیں۔ اگر ہر جگہ دو مبلغ بھجوائے جائیں تو فوری طور پر ہمیں ۲۶ گریجوایٹوں کی ضرورت ہے۔ ۱۵-۲۰ ایسے گریجوایٹوں کی ضرورت ہے جو

مرکزی دفاتر میں کام

کر سکیں اور پھر ۲۶ ایسے مبلغ بھی ہونے چاہئیں جو ان مبلغوں کے قائمقام ہو سکیں تا کہ تین چار سال کے بعد جب ایک گروپ واپس آئے تو اس کی جگہ دوسرے گروہ کو بھجوایا جا سکے۔ اگر سردست قائم مقاموں کا سوال ترک بھی کر دیا جائے مگر اس کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب ہمیں ۴۶ گریجوایٹوں کی ہمیں فوری طور پر ضرورت ہے ۲۶ بیرونی ممالک کے لئے اور ۱۵-۲۰ مرکزی دفاتر کے لئے تا کہ آدمیوں کی کمی کی وجہ سے ہمارے محکموں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ جماعت مرکزی دفاتر کے کاموں پر اعتراض تو کیا کرتی ہے۔ مگر وہ سوچتی نہیں کہ ہمارے بعض ناظر اب اتنے ضعیف ہو چکے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد انہیں ہاتھ سے پکڑ کر کرسی پر بٹھانا اور اٹھانا پڑے گا۔ اس لئے ان سے اب کسی زیادہ کام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ وہ دماغی کام تو کر سکتے ہیں۔ مگر دوڑ دھوپ والے کام نہیں کر سکتے۔ یہ کام نوجوان طبقہ سے وابستہ ہیں۔ انجمن نے اپنی غفلت سے گزشتہ عرصہ میں نوجوانوں کو اپنے دفاتر میں بھرتی نہیں کیا جس کی سزا وہ اب بھگت رہا ہے۔ لیکو بہر حال نوجوان اور سلسلہ کے خادم جماعت سے ہی جیا کرتے ہیں ناظروں میں یہ طاقت نہیں تو وہ اپنے لوگ گھڑ کر تیار کر سکیں۔ بس

ضرورت اس امر کی ہے

کہ ہمیں ۴۶ گریجوایٹ مل جائیں۔ ورنہ پھر ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا پڑے گا جب نئے مبلغ ہمارے ادارے تیار کر سکیں۔

تحریک جدید کے دفتر دوم کی طرف بھی میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جماعتوں نے ابھی توجہ نہیں کی۔ پچھلے سال دفتر دوم میں ۵۰ ہزار کے وعدے آئے تھے۔ اور اس سال کے وعدے ستر ہزار کے قریب ہیں کام کی تفصیلات جیسا کہ میں نے بار بار بیان کیا ہے اس بات کی متقاضی ہیں کہ

تحریک جدید کے دفتر دوم کے وعدے

بھی اڑھائی لاکھ تک پہنچ جائیں جب تک اس حصہ کے وعدے بھی ۲½ لاکھ تک نہ پہنچ جائیں ہمارے کام صحیح طور پر چل نہیں سکتے۔ اور ۷۰ ہزار سے تو کام کرنے کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ پس ہر وہ شخص جس نے تحریک جدید کے دور اول میں حصہ نہیں لیا۔ اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دفتر دوم میں حصہ لے۔ تا جب دور اول ختم ہو۔ تو دور دوم کے مجاہد اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر دفتر دوم تیار نہ ہوا۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہم آسمان کی چوٹی پر پہونچ کر نیچے گر پڑیں گے۔ اور ہم مجبور ہوں گے کہ بعض مشنوں کو بند کر دیں۔ گویا ہماری مثال بالکل ویسی ہی ہو گی۔ جیسے ایک شخص تلوار سے کر لوگوں کو فنون دکھانے کے لئے سامنے آئے اور کہے لوگو! میرے کمالات کو دیکھو مگر جب وہ اپنے فنون اور کمالات دکھانے لگے۔ تو اچانک اس کا پیر پھسل جائے۔ وہ منہ کے بل زمین پر جا پڑے اس کا جسم اپنی تلوار سے زخمی ہو جائے اور لوگ اسے چارپائی پر اٹھا کر ہسپتال کی طرف لے جائیں۔ پس ساری جماعتوں کو زور لگا کر تحریک جدید کے دفتر دوم کے وعدوں کو بڑھانے اور اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خصوصاً

تحریک جدید کے سیکرٹریان

کو میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک سال کے اندر اندر اس امر کی کوشش کریں کہ دفتر دوم کی آمد اڑھائی لاکھ تک سالانہ پہنچ جائے۔ آج سے ساڑھے سال کے بعد جب دور اول ختم ہو گا اس وقت ایک حصہ تو ریزرو فنڈ بھی قائم ہو۔ اور آئندہ دس گیارہ سال تک وہ اپنی آمد سے مشنوں کو بھی چلا سکے

بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ ریزرو فنڈ تو پہلے سے قائم ہے یہ نیا ریزرو فنڈ کیسا ہے۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ہم نے صرف موجودہ مشنوں کو ہی نہیں چلانا بلکہ اپنے کاموں کو بڑھانا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

بہت بڑے ریزرو فنڈ کی ضرورت

ہے۔ دفتر اول کا ریزرو فنڈ صرف ان ملکوں میں تبلیغ پر خرچ کیا جائے گا۔ جن ممالک میں اس وقت مشن قائم ہیں۔ لیکن دوم کا ریزرو فنڈ اور ملکوں میں تبلیغ کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔ اسی طرح دفتر سوم کا ریزرو فنڈ اور ممالک پر خرچ ہو گا

بعض لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ چونکہ ابھی دفتر دوم کے کام کرنے کا وقت نہیں اس لئے ہمیں اس کی طرف زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ سوال یہ ہے کہ نئے دور کی جو ترقی ہو گی اس کے لئے ریزرو فنڈ انہی آٹھ نو سالوں میں ہم نے جمع کرنا ہے۔ اگر ان سالوں میں کافی ریزرو فنڈ جمع نہ ہوا۔ تو اس دور کا کام بہت ناقص رہے گا جب دفتر دوم تمام کام سنبھال لے گا تو دفتر سوم کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور اس کی آمد نو سال تک ریزرو فنڈ کے طور پر جمع ہوتی رہے گی۔ اس طرح یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ اسی طرح

بجٹ کی صحیح تشخیص

اور چندوں کی باقاعدہ وصولی کی طرف بھی ہمیں خاص توجہ کی ضرورت ہے میں نے بتایا ہے کہ ہمیں قریب زمانہ میں اپنے بجٹ کو ۲۵ لاکھ تک پہنچا دینا چاہیئے۔ اور یہ کوئی مشکل امر نہیں۔ دہلی کے متعلق ناظروں نے کہا ہے کہ وہاں سے تیس ہزار روپیہ وصول ہو سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں۔ یہ اندازہ صحیح نہیں میرے نزدیک اگر دہلی کی جماعت کی صحیح تشخیص کی جائے تو ساٹھ ہزار روپیہ چندہ وصول ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لاہور کے متعلق وہاں کے امیر جماعت نے بتایا ہے۔ کہ ہمارا چندہ تیس ہزار روپیہ ہوتا ہے۔ حالانکہ میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر لاہور کے دوستوں کی آمد کی صحیح تشخیص کی جائے۔ اور

چندہ کی باقاعدہ وصولی کی جائے

تو ایک لاکھ روپیہ سالانہ صرف لاہور سے وصول ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے اس اندازہ میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہو لیکن زیادہ کمی بیشی نہیں ہو سکتی خدا تعالیٰ نے مجھے حساب کا ایک خاص ملکہ دیا ہے جس کی وجہ سے میں بہت جلد حساب کر لیتا ہوں۔ اس لحاظ سے ممکن ہے ۱۵-۲۰ ہزار کا فرق ہو جائے مگر زیادہ فرق نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ دہلی سے ساٹھ ہزار روپیہ وصول ہونے کی بجائے آٹھ دس ہزار روپیہ کم وصول ہو۔ اسی طرح لاہور کا چندہ اگر ایک لاکھ تک نہ پہنچ سکے تو اسی ہزار تک آ جائے۔ بہر حال اس اندازہ میں زیادہ فرق نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر سات آٹھ مرکزی شہروں کی آمد کو ہی بڑھایا جائے تو بجٹ میں دو تین لاکھ روپیہ سالانہ کی زیادتی ہو سکتی ہے۔ پس میں نظارت بیت المال کو ہدایت کرتا ہوں کہ چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے اور پھر اس کی وصولی کی بھی پر زور کوشش کی جائے۔ پہلے مرکز کی جماعت کے چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے اور پورا چندہ وصول کیا جائے اس کے بعد لاہور کے چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے کلکتہ کے چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے پشاور کے چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے اسی طرح بعض اور مرکزی شہروں کے چندہ کی صحیح تشخیص کی جائے جیسے حیدر آباد وغیرہ ہے۔ اگر صرف ان پانچ سات شہروں کے چندہ کی صحیح تشخیص ہو جائے تو دو تین لاکھ روپیہ سالانہ کی زیادتی ہماری آمد میں ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر باقی جماعتوں کے چندہ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اور ان کی آمد کی بھی صحیح تشخیص کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موجودہ جماعت ہی پانچ چھ لاکھ روپیہ سالانہ اور چندہ دے سکتی ہے۔ اور پھر جماعت کی وسعت کے ساتھ اس چندہ میں بھی روز بروز اضافہ ہو سکتا ہے۔ سردست اگر چار پانچ لاکھ روپیہ کی بھی زیادتی ہو جائے تو تبلیغی نقطہ نگاہ سے پچاس ساٹھ نئے مبلغ ہم دو تین سو رکھ سکتے ہیں۔ اور چونکہ مبلغین کے ذریعہ بھی جماعت کو ترقی ہو گی۔ اس لئے ہماری آمد خدا تعالیٰ کے فضل سے موجودہ زمانہ سے بہت بڑھ جائے گی۔ (الفضل ۱۷)

دعا کی خاص تحریک

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر عرصہ سے گردوں میں خرابی۔ بلڈ پریشر اور دل کے عارضہ سے سخت بیمار ہیں۔ بہت ہی نحیف ہو گئے ہیں احباب اپنے مخلص بھائی کی کامل شفا یابی کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

(ایڈیٹر)

پادری عبدالحق صاحب کا مناظرہ سے صریح گریز

پادری صاحب پر ہر پہلو سے اتمام حجت کر دی گئی

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ۔ ربوہ

بھارت کے بہت سے دوست دریافت کرتے تھے کہ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں رسالہ "مباحثہ مصر" کی اشاعت کے ساتھ پادری عبدالحق صاحب کو تحقیقی مناظرہ کی جو دعوت دی گئی تھی اس کا انجام کیا ہوا؟ ایسے احباب کی آگاہی کے لئے ہم اس سلسلہ کی اپنی آخری رجسٹرڈ چٹھی مورخہ ۱۲ر اپریل ۱۹۶۲ء حرف بحرف درج کرتے ہیں اس سے جملہ کوائف کا علم ہو جائے گا۔ پادری کا گریز اتنا واضح ہے کہ دانشمند تو الگ ان کے ساتھی عیسائی بھی حیرت زدہ تھے کہ پادری صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز رسالہ الفرقان کے آئندہ شمارہ میں شروع سے آخر تک کی جملہ خط و کتابت بھی شائع کر دی جائے گی جس سے دوستوں کو بہت مزید باتوں کا علم ہوگا۔ اس وقت ذیل کی چٹھی سے اس دعوت کا انجام معلوم کیا جا سکتا ہے اور وہ چٹھی یہ ہے:-

پادری عبدالحق صاحب کے نام انکے فرار کے بعد آخری چٹھی۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

جناب پادری صاحب
السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(۱)

رسالہ "مباحثہ مصر" کی اشاعت کے ساتھ ٹائیٹل پیج پر آپ کے نام جو کھلی چٹھی خاکسار نے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو شائع کی تھی۔ اور جسے بعد رجسٹری جنڈی گڑھ آپ کے نام بھجوایا گیا تھا۔ اس پر آپ نے چاہا تھا کہ فریقین کے متعدد مسلمہ عقاید پر تحریری بحث ہو جائے۔ اس پر خاکسار نے ۲۲ر نومبر ۱۹۶۱ء کو عیسائیت اور اسلام کے آٹھ مسائل پر سیر حاصل بحث کی مفصل تجویز پیش کی۔ ایک دو چٹھیوں کے بعد میرے مفصل مکتوب مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۲ء پر آپ بالکل خاموش ہو گئے تھے۔ لمبا انتظار کرنے کے بعد آخر میں نے ۲۸ر مارچ ۱۹۶۲ء کو آپ کی خدمت میں لکھا کہ:-

" میری آخری رجسٹرڈ چٹھی مورخہ ۱/۲ /۶۲ء کا آپ کی طرف سے کوئی جواب آج تک موصول نہیں ہوا۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ آپ بالکل لاجواب ہو گئے ہیں۔ میں اب میری طرف سے بھی یہ آخری یاد دہانی ہے"

(۲)

اچانک مجھے ۴/۴/۶۲ء کو لاہور سے آپ کی چٹھی ربوہ میں موصول ہوئی ہے جس میں آپ نے لکھا کہ شرائط مناظرہ کے زبانی تصفیہ کے لئے تین دن تک اگر لاہور نہ آئیں گے۔ تو یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے ختم سمجھا جائے گا"۔ میں نے اسی وقت بذریعہ رجسٹرڈ چٹھی آپ کو اطلاع دے دی۔ کہ میں ۱۱ر اپریل کو تصفیہ شرائط کے لئے لاہور پہنچ رہا ہوں انشاء اللہ۔ ساتھ ہی میں نے اپنے عزیز دوست جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل کو بھی خط لکھا کہ وہ آپ کے گھر جا کر آپ کو یہ اطلاع دے آئیں۔ کل مورخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۶۲ء کو جب خاکسار اپنے مہربان بھائی جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری کی معیت میں جب لاہور پہنچا۔ تو جناب شیخ صاحب موصوف نے ریلوے اسٹیشن پر بتلایا کہ وہ آپ سے مل چکے ہیں۔ اور ۱۱ بجے دن کا وقت گفتگو کے لئے مقرر ہے۔ انہوں نے آپ کی ۱۰ر اپریل کی گفتگو کا تذکرہ فرمایا تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ آپ کو بھی انصاف و سچائی سے بات کرنے کی توفیق بخشے۔

(۳)

آپ کو معلوم ہے کہ مقررہ وقت پر ٹھیک گیارہ بجے دن خاکسار مجوزہ گفتگو کے لئے آپ کے گھر وارث روڈ پہنچ گیا تھا۔ میرے ساتھ جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل۔ جناب چوہدری منور لطف اللہ خاں صاحب ایڈووکیٹ اور عزیز بشیرالدین احمد بھی تھے۔ آپ کے پاس بھی چند عیسائی صاحبان تشریف فرما تھے۔ زبانی گفتگو شروع ہوئی۔ آٹھوں مضمونوں پر تحریری بحث کا زبانی تصفیہ ہو گیا۔ مگر آپ اس بات پر اڑ گئے۔ کہ الوہیت مسیح پر بحث نہیں کریں گے بلکہ پہلے تثلیث پر بحث ہوگی۔ ہم نے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر الوہیت مسیح ثابت ہو جائے تو آپ کی ساری بات ہی طے ہو جاتی ہے۔ نیز آپ خود صرف الوہیت مسیح پر جہلم میں مولانا شمس صاحب سے بحث کر چکے ہیں۔ اب یہ ضد تو محض گریز کے لئے ہے۔ مگر پادری صاحب! آپ نے اپنی ضد کو ترک نہ کیا۔ جس پر میں نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ بجائے زبانی تکرار کے فریقین اپنی اپنی بات تحریر میں لائیں۔ اور ان تحریرات کا تبادلہ ہو کر ہم کسی نتیجہ پر پہنچیں۔ چنانچہ یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور الحمد للہ کہ اس کا بہتر نتیجہ نکل آیا۔ اور ہمارے ہاتھ میں پادری صاحب کے فرار کی تحریری شہادت آ گئی۔

(۴)

جناب پادری صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ میری تحریرات کی مستقل نقول آپ کے پاس موجود ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ آپ تثلیث کو پہلے رکھنے پر اصرار کی آڑ میں مناظرہ سے ہی گریز اختیار کر رہے ہیں۔ تو میں نے آپ کو لکھ کر دے دیا کہ بہت اچھا! آپ عیسائیت کے چاروں عقائد کے لئے جو ترتیب چاہیں مقرر کریں۔ جس مضمون کو مقدم رکھنا چاہیں اُسے ہی مقدم کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم اسلامی مسائل پر مقدم و مؤخر کے لحاظ سے خود ترتیب قائم کریں گے۔ لیکن آپ نے ہماری اس تحریری صراحت کے باوجود مناظرہ منظور نہ کیا۔ میں نے دوبارہ لکھ کر دیا کہ:-

"اگر آپ کو یہ بھی منظور نہیں کہ فریقین اپنے اپنے مضامین پر خود ترتیب کریں تو میرے نزدیک مزید لکھنے کی ضرورت نہ ہوگی انشاء اللہ العزیز ساری خط و کتابت شائع ہونے پر اہل علم لوگ خود فیصلہ کریں گے۔ کہ کونسا فریق مناظرہ سے انحراف کر رہا ہے"

اس چٹھی کے وصول کرنے پر آپ نے تحریری جواب دینے سے انکار کر دیا تو میں نے اسی وقت آپ کو لکھ کر دیا۔ کہ:-

" پادری صاحب! آپ نے میری آخری چٹھی کا جواب دینے سے انکار کر دیا ہے۔ گویا آپ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ اس لئے ہم باوجودیکہ ربوہ سے شرائط طے کرنے کے لئے لاہور آپ کی کوٹھی پر آئے تھے افسوس کے ساتھ جا رہے ہیں اگر پھر بھی کبھی آپ غور کر کے مساوی شرائط پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تو اطلاع فرما دیں۔ ہم انشاء اللہ تیار ہوں گے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ"

(۵)

میری اس چٹھی پر آپ مجبور ہو گئے کہ کچھ لکھیں۔ چنانچہ آپ نے غالباً سوچے سمجھے بغیر لکھ دیا کہ:-

"اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ حق بجانب ہیں تو تین غیر جانبدار علماء جو نہ احمدی ہوں نہ مسیحی بطور ثالث باہمی فریقین مقرر کریں ان کا اگر یہ فیصلہ ہو۔ کہ آپ حق بجانب ہیں۔ تو میں ان کا یہ فیصلہ تسلیم کر لوں گا"

جس کے سننے سے سب سامعین ورطہ حیرت میں تھے کہ پادری صاحب کیا کر رہے ہیں کیونکہ ابھی تک آٹھوں مضامین کی ترتیب پر سارا جھگڑا تھا۔ پادری صاحب الوہیت مسیح پر پہلے بحث کرنا نہیں چاہتے تھے اور ہم نے گریز کے اس راستہ کو بند کرنے کی خاطر پادری صاحب کو اختیار دے دیا تھا۔ کہ وہ جس مضمون کو پہلے رکھنا چاہیں۔ بے شک پہلے رکھ لیں۔ اب یہ "غیر جانبدار علماء" کی الجھن پیدا کرنے کا کیا مطلب؟ ان سے کس بات کا فیصلہ کرانا مقصود ہے۔ کیونکہ مضمون طے ہو چکے ہیں۔ اور ترتیب بھی پادری صاحب کی مرضی کے مطابق مان لی گئی ہے۔ اس سے زیادہ کوئی شرط ابھی تک زیر بحث نہ آئی تھی۔ تاہم میں نے اسی وقت پادری صاحب کو لکھ کر دے دیا کہ:-

" پادری صاحب آپ نے تین غیر جانبدار علماء کو جس بات کے لئے ثالث مقرر کرنا چاہا ہے وہ بات بھی لکھ دیں۔ اور اپنے مجوزہ علماء کے نام بھی لکھ دیں۔ ہم نے تو آپ کو اختیار دے دیا تھا کہ چاروں مضامین آپ اپنی ترتیب سے لکھ دیں گے۔ اور ہم بھی اپنے چاروں مضمون اپنی ترتیب سے لکھ دیں گے۔ مگر آپ نے اُسے بھی منظور نہیں کیا۔ افسوس آپ یونہی علماء کے تقرر کی طرف جا رہے ہیں۔ اچھا آپ

کی مرضی۔ اب ان حالات میں آپ کی کوٹھی پر بیٹھ کر خط وکتابت کرنے یا گفتگو کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے مجبوراً ہم جا رہے ہیں۔ اگر آپ تقرر علماء ضروری سمجھتے ہیں۔ تو میری اس چٹھی کا جواب مجھے بذریعہ ڈاک بھیج دیں۔ میں جواب دے سکوں گا۔ انشاء اللہ۔

جناب پادری صاحب آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ پر گریز کے سب راستے بند ہو گئے تھے۔ تو آپ نے لاچار ہو کر اور بلا سوچے محض ٹالنے کے لئے بغیر اس بات کے معین کرنے کے جس کے لئے آپ خواہ مخواہ غیر جانبدار علماء کی ثالثی چاہتے ہیں مجھے چٹھی لکھی کہ:۔

"مولوی ابو العطاء صاحب آپ ہی تین غیر جانبدار علماء کا جو لاہور میں موجود ہیں۔ نام لکھ دیں۔ اگر مجھے کسی خاص شخص پر اعتراض ہوگا۔ تو میں وجہ سمیت عرض کر دوں گا۔ ورنہ قبول کر لوں گا۔"

خادم عبد الحق ۱۱ر اپریل ۱۹۶۲ء

مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے۔ کہ آپ میں اتنی جرأت کیوں پیدا نہیں ہوئی۔ کہ جب آپ تحقیقی مناظرہ نہیں کر سکتے تو صاف کہہ دیتے۔ کہ مجھے معذور سمجھا جائے ہم اتمام حجت ضرور چاہتے ہیں مگر کسی کو مجبور کر کے مناظرہ پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے اس رویہ سے ہر کس وناکس پر آپ کی لاچارگی عیاں ہے۔ ورنہ پہلے آپ وہ بات تو بتاتے۔ جس کے لئے "غیر جانبدار مسلمان" کی ثالثی کی ضرورت تھی۔ پھر مزید تعجب یہ ہے کہ تجویز خود پیش کریں اور نام مجھ سے لکھوائیں۔ پادری صاحب آپ نے مشہور ضرب المثل "نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے" پر عمل پیرا ہونا کیوں ضروری سمجھا؟ کیا یہ "جاء الحق وزھق الباطل" کا نظارہ نہیں۔ اور کیا یہ احمدیت کے دلائل قاہرہ کا اثر نہیں کہ عیسائیوں میں بڑے سے بڑا پادری بھی حضرت کاسر الصلیب علیہ السلام کے ادنیٰ ترین شاگرد کے سامنے رہ رہا ہے۔ اور تار عنکبوت پر سہارا ڈھونڈ رہا ہے؟

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری
۱۲/۴/۶۲

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن کی دینی سرگرمیاں

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کو نہ صرف جنوبی ہندبلکہ سارے ہندوستان میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں کی لجنہ اماء اللہ جہاں تعداد ممبرات کے لحاظ سے خاص مقام رکھتی ہے۔ وہاں اس میں تقریباً اسّی فیصدی پڑھی لکھی ممبرات ہیں گذشتہ پانچ چھ ماہ سے مرکز نے اس جماعت کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے خاص توجہ دی ہے۔ جہاں مرکز نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے مجلس عاملہ کی موجودہ سیٹنگ میں اہم عہدہ داران کی نامزدگی کروائی ہے وہاں چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج کی پیش کردہ تجویز برائے لجنہ اماء اللہ کے پیش نظر اہم عہدہ داران کی نامزدگی بھی صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے کی گئی ہے۔ چنانچہ اس سال کے لئے مندرجہ ذیل عہدوں کی نامزدگی براہ راست مجلس مرکزیہ کی طرف سے فرمائی گئی ہے

صدر۔ محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین صاحب عثمان گنج

نائب صدر۔ محترمہ مقبول جی صاحبہ بی۔اے بی۔ٹی

جنرل سیکرٹری۔ محترمہ اعظم النساء بیگم بی۔اے

نائب جنرل سیکرٹری۔ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اسمیں کوئی شک نہیں کہ سابقہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ اہلیہ بشارت احمد صاحب ایک عرصہ دراز تک لجنہ کا کام نہایت تندہی سے انجام دیتی رہی ہیں لیکن موصوفہ کی پیرانہ سالی اور بعض حالات کی مجبوری کی وجہ سے ایک دو سال سے لجنہ کا کام بہت زیادہ متاثر ہوا تھا۔

حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ان حالات کو دیکھتے ہوئے اس اہم جماعت کی لجنہ کی براہ راست اپنی نگرانی میں لیتے ہوئے ان عہدوں کی نامزدگی فرمائی۔

چنانچہ چارج لینے کے بعد موجودہ عہدہ داران نے بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین عثمان گنج کی صدارت و نگرانی میں کام کو سیٹ کرنے کے لئے ایک ہنگامی میٹنگ احمدیہ جوبلی ہال میں جس میں طے پایا کہ سابقہ صدر صاحبہ چونکہ سالہا سال سے اس خدمت پر فائز رہی ہیں لہذا اُن کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اُن کے اعزاز میں الوداعی پارٹی صدرانہ پیش کیا جائے۔

نیز نامزدہ عہدیداران نے صدر صاحبہ مرکزیہ کی ہدایت کے مطابق دوسرے عہدہ داران کے متعلق غور کیا اور حسب ذیل بہنوں کے سپرد مختلف کام کرنے کی سفارش کی گئی۔

سیکرٹری تبلیغ۔ محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ

سیکرٹری تربیت واصلاح۔ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ سیٹھ محمد اعظم صاحب عثمان گنج

سیکرٹری مال۔ صبیحہ بیگم صاحبہ

" خدمت خلق۔ محترمہ خورشید بیگم اہلیہ محمد صادق صاحب

" تعلیم۔ محترمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ سیٹھ اعجاز احمد صاحب

نگران ناصرات الاحمدیہ۔ محترمہ زیب النساء بیگم صاحبہ

جس کی منظوری صدر صاحبہ مرکزیہ نے دیکر مجلس عاملہ کی حوصلہ افزائی فرمائی حسب پروگرام صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی سرکردگی میں ایک وفد حیدرآباد کے تمام گھروں میں گیا۔ ہر بہن کو ذاتی طور پر مل کر جماعت میں دلچسپی لینے کی تاکید کی گئی۔ الحمد للہ تمام بہنوں نے نہ صرف اس تقریب میں شامل ہو کر حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ مالی لحاظ سے بھی اپنی نئی صدر صاحبہ کے ساتھ خلوص دل سے تعاون کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

چنانچہ مورخہ ۲۵/۳/۶۲ کو چار بجے الوداعی جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی نظم اور تلاوت قرآن مجید کی تلاوت کے بعد جنرل سیکرٹری (خاکسارہ) نے لجنہ کی جانب سے سابقہ صدر صاحبہ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ نئی صدر صاحبہ نے ہار پہنائے اور بہنوں کی طرف سے نذرانہ پیش کیا

اس کے بعد حضرت سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا خط پڑھ کر سنایا جس میں لجنہ حیدرآباد کو نئے جوش کے ساتھ کام کرنے کی تلقین کی تھی۔ نیز اس امر پر توجہ دلائی گئی تھی کہ اصل برکت نظام سلسلہ کی پابندی میں ہے اور نظام سلسلہ کے احترام کے ساتھ ہی کوئی قوم یا مجلس زندہ رہ سکتی ہے۔

اس مختصر کارروائی کے بعد تمام بہنوں کی خدمت میں عصرانہ پیش کیا گیا جس کا انتظام محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین صاحب عثمان گنج صدر لجنہ نے اپنی نگرانی میں اچھے پیمانہ پر کرا دیا تھا۔

حضرت محترمہ منّی اماں صاحبہ اہلیہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود بڑھاپے اور کمزوری کے اپنی بچیوں کے ساتھ تقریب میں شامل ہوئیں۔

مورخہ ۱/۴/۶۲ کو حسب پروگرام لجنہ کا ماہانہ اجلاس زیر صدارت بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین صاحب عثمان گنج۔ صدر لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن احمدیہ جوبلی ہال میں ٹھیک ساڑھے چار بجے منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل بہنوں نے تقاریر فرمائیں

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ سیٹھ محمد اعظم صاحب عثمان گنج نے حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ بعنوان اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے فرائض کو پوری طرح ادا کرو۔ اور قربانیوں میں استقلال دکھاؤ" پڑھ کر سنایا۔

محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون بعنوان "نماز کا خیال رکھنا ضروری ہے" پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد خاکسارہ نے حضور کی ایک پر معارف تقریر "عورتوں کو مذہب کی ضرورت" پڑھ کر بہنوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ عورتوں کو مذہب کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو یکساں جزاء اور سزا کا وعدہ فرمایا ہے دین کی تعلیم حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ لجنہ کے اجلاسوں میں باقاعدہ طور پر شریک ہونا ہے۔ اور دوران اجلاس میں جو مضامین پڑھے جاتے ہیں اسکی غور سے سماعت فرمانا ہے۔

اس کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ نے تمام بہنوں کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ صرف مہینے میں ایک بار رواجی طور پر جمع ہو جانا ہمارے لئے کافی نہیں ہے بلکہ جس طرح خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ہر ہفتہ ہر محلہ تبلیغی پروگرام ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایک طرف تبلیغ کا وسیع میدان پیدا ہو گیا ہے اور دوسری طرف خدام میں ایک خاص قسم کی بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ ہر ہفتہ مختلف محلوں میں تبلیغی و دینی جلسے منعقد کریں۔ تاکہ جس طرح قرون اولیٰ میں عورتوں نے

(باقی صفحہ پر)

سیر وسیاحت

روس کی سیر

از جناب سید داؤد احمد صاحب پرو پرائٹر بھارت میڈیکل ہال کلیانی مظفر پور (بہار)

(۱)

ذیل میں ہم ایک جدید سلسلہ مضمون شروع کر رہے ہیں یہ مضمون محترم جناب سید داؤد احمد صاحب آف مظفر پور (بہار) کی کاوش کا نتیجہ اور آپ ہی کے رنگ میں "روس کی سیر" پر مشتمل ہے جسے موصوف نے دلچسپ پیرایہ میں قلمبند فرمایا ہے۔ امید ہے کہ قارئین مبدل اسے پسند فرمائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک روس میں تھوڑے ہی وقت میں شاندار ترقی ہوئی ہے۔ لیکن روحانی لحاظ سے وہ بہت ہی غریب ملک ہے اور احباب جماعت کی خصوصی دعاؤں کا بے حد محتاج! خدا تعالٰے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ یہ ملک بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو اور اس کے رہنے والے مادی ترقی کے ساتھ روحانی نعمت سے بھی وافر حصہ پائیں۔ (ادارہ)

میں ۱۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کی رات کو کانپور ایکسپریس سے دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ دوستوں اور عزیزوں نے مظفر پور اسٹیشن پر آکر مجھے پُرخلوص دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ انہیں پُرخلوص دعاؤں کے سہارے میں اپنے پیارے وطن سے بہت دور جا رہا تھا جہاں میرا کوئی بھی نہ تھا۔ وہاں کی ہر چیز میرے لئے اجنبی اور میں خود ان کے لئے غیر تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود میں بہت خوش تھا۔ کیوں نہ ہوتا میں ایک عظیم ملک اور ایک عظیم قوم کی دعوت پر ان سے ملنے جا رہا تھا۔ ماسکو دنیا کا عظیم اور خوبصورت شہر جو ایک اچھے نظام کا مرکز ہے۔ دلہن کی طرح سجا ہوا میرے استقبال کے لئے بیقرار

میں ۲۰ ستمبر کی دوپہر کو لکھنؤ پہنچا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر میں شام اودھ دیکھنے نکلا امین آباد، دریا گنج، حضرت گنج اور شہر کے مختلف حصوں کو دیکھتا ہوا گومتی کی طرف نکل گیا۔ حضرت گنج تو لکھنؤ کا دل ہے اور دریائے گومتی کا کنارہ لکھنؤ کے عاشقوں کے لئے جنت سے کم نہیں تھا۔ اس وقت لکھنؤ کے عاشقوں کے دل کے ساتھ ساتھ دریائے گومتی میں بھی طغیانی آئی ہوئی تھی۔ شہر کی حسین اور خوبصورت سڑکیں دریائے گومتی کے آغوش میں آرام کی نیند سو رہی تھی رہی تھیں۔ میں بھی انہیں سوتا ہوا چھوڑ کر اسٹیشن واپس آگیا کھانے سے فارغ ہو کر پلیٹ فارم پر پہنچا۔ دہلی ایکسپریس ابھی ابھی آئی تھی۔ میں اپنا نام دیکھ کر ایک فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ بستر بچھا کر کپڑے بدلے، نماز پڑھی اور سو گیا۔ صبح آنکھ کھلی تو میں دہلی کے قریب تھا۔ اسباب درست کیا۔ ایک اسٹیشن پر

چائے کے لئے آرڈر دیا۔ ۲۱ ستمبر کی صبح کو میں دہلی پہونچ گیا ٹیکسی کر کے امپیریل ہوٹل پہونچا میرے لئے ایک کمرہ ریزرو تھا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر مرکزی ٹریول کے آفس گیا۔ وہاں مسٹر کپور سے ملاقات ہوئی۔ بہت ہی تپاک سے ملے اور مسکراتے ہوئے فرمایا آپ کل یعنی ۲۲ ستمبر کو ماسکو جا رہے ہیں۔ ہم ۲۲ ستمبر کا پروگرام بدل گیا ہے۔ میں نے مسٹر کپور کے سپرد اپنا پاسپورٹ، ہیلتھ سرٹیفکیٹ اور انکم ٹیکس فارم "سی" کیا اور بازار کے لئے روانہ ہو گیا۔ مسٹر کپور نے ایک فارم پر میرے دستخط بھی کرائے اور ایک تصویر بھی لی۔ اب میں پاسپورٹ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکا تھا۔ مسٹر کپور نے یہ بھی مسٹر کپور نے بتایا تھا کہ کل ہوائی اڈے پر آپ کو پاسپورٹ، ویزا اور دوسرے کاغذات ملیں گے۔ میں بازار سے دوپہر کو واپس آیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر مرکزی ٹریول کے آفس پہنچا۔ وہاں اپنے ہمسفر ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ ہمارا یہ قافلہ ۱۸ افراد پر مشتمل تھا۔ جن میں مدراسی و بنگالی زیادہ تھے۔ بہار کا صرف میں ہی تھا۔ دہلی سے مرکزی ٹریول کے کنڈکٹر ہمارے اصغر علی اور راجے کمار ڈے تھے۔ میں پہلی ہی ملاقات میں سمجھ گیا کہ مسٹر اصغر علی ایک دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں۔ دہلی ہی سے ہم لوگوں کو اے اور بی گروپ میں بانٹ دیا گیا تھا میں اتفاق سے بی گروپ میں آیا جس کے لیڈر مسٹر اصغر علی تھے۔ میرے ساتھ تین اور مدراسی مسلمان تھے۔ مسٹر اصغر علی کے وجیہہ چہرے پر خوبصورت کٹی ہوئی داڑھی بہت ہی بھلی لگتی تھی۔ مگر اس داڑھی سے مولوی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ ایک اسمارٹ ٹورسٹ

ہر فرد کو اپنے ساتھ صرف ۵، روپے لے جانے کی اجازت تھی۔ چائے کے بعد میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر محترم مولوی محمد سلیم صاحب کے گھر پہنچا۔ وہاں پہ مولوی صاحب موصوف کے علاوہ محترمی ملک صلاح الدین صاحب ایم اے سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ درویش صفت لوگ بہت ہی خلوص و محبت سے ملے۔ میرے ماسکو جانے کی خبر سے بہت خوش ہوئے میرے لئے ان بزرگوں نے دعائیں کیں۔ ان بزرگوں نے مجھے ٹیکسی اسٹینڈ تک آکر رخصت کیا۔ وہاں سے واپس ہوٹل آیا۔ سامان درست کیا پھر والد صاحب کو اپنے سسرال اور پیارے اعزا ماموں کو خط لکھا۔ تھکا ہوا تھا بستر پہ گرتے ہی گہری نیند نے آدبوچا۔ ٹھیک ڈھائی بجے رات کو فون کی آواز نے جگا دیا۔ فون اٹھایا تو مسٹر اصغر علی نے السلام علیکم کہا۔ اور فرمایا کہ آپ جلد تیار ہو کر اپنے سامان کے ساتھ ٹھیک چار بجے ہوٹل کے ہال میں آجائیں۔ میں جلدی جلدی تیار ہو کر ٹھیک چار بجے ہوٹل کے ہال میں پہنچ گیا میرے دوسرے ساتھی بھی کے بعد دیگرے ہال میں جمع ہو رہے تھے۔ پانچ منٹ میں سب افراد ہال میں جمع ہو چکے تھے مسٹر اصغر علی اور راجے کمار ڈے نے اپنے اپنے گروپ کے ساتھیوں کو چیک کیا۔ اطمینان ہو جانے کے بعد ہم لوگ بس پر سوار ہو گئے۔ تقریباً ایک گھنٹے میں پالم ہوائی اڈے پر پہنچے۔ اے اور بی گروپ کے سامان کا الگ الگ وزن ہوا۔ وزن ٹھیک تھا ہم لوگوں کو پاسپورٹ، ویزا اور دیگر ضروری کاغذات مل گئے۔ ایک کارڈ بھی خانہ پُر کرنا تھا۔ کارڈ پُر کر کے پاسپورٹ کے ساتھ کسٹم آفس کے سپرد کیا گیا۔ پھر سامان کی چیکنگ شروع ہوئی۔ ایک اور فارم پُر کرنا پڑا۔ جس میں لکھنا تھا کہ میرے پاس ہندوستانی اور غیر ممالک کے سکے کتنے ہیں۔ کسٹم آفس کا ایک افسر میرے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کا سوٹ کیس کونسا ہے۔ میرے بتانے پر اس نے سوٹ کیس پر چاک سے نشان لگایا پھر پوچھا کہ آپ کے پاس گھڑی ہے کیمرہ اور کوئی زیور بھی ہے۔ یہ سب کا جواب دیا گیا۔ میرے پاس ایک گھڑی اور کیمرہ تھا۔ اس نے اس کی قیمت پوچھی۔ میرے بتانے پر اسے اطمینان ہو گیا اور کہا آپ جاسکتے ہیں۔ میں کسٹم آفس سے فارغ ہو کر پاسپورٹ آفس آگیا۔ جہاں میرے پاسپورٹ اور میرا معائنہ کیا گیا۔ تصویر سے شکل ملائی گئی کہ میں ہی داؤد ہوں یا کوئی اور

شخص، بہرحال یہ ایک مذاق تھا جو میرے اور میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا اور ہم لوگوں نے اسے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اب ہم ویٹنگ روم میں تھے۔ میں نے ہوٹل میں ہی گرم سوٹ پہن لیا تھا۔ اس لئے اب گرمی معلوم ہونے لگی۔ کولڈ ڈرنک کا ایک گلاس پیا۔ کچھ تازگی محسوس ہوئی۔ اصغر علی صاحب نے ہمیں چلنے کے لئے کہا۔ ہم لوگ ہوائی جہاز کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایرو فلوٹ ٹی۔ یو۔ روسی ہوائی جہاز ہمارے انتظار میں کھڑا تھا۔ ایک بڑے خوبصورت اور تیز رفتار ہوائی جہاز میں ہم لوگ سوار ہو گئے۔ ہر فرد کو اس کی سیٹ نمبر سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ ہم لوگ اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ میں کھڑکی کے قریب بیٹھا میرے قریب کی سیٹ پر بمبئی کے ایک دولتمند خاندان کی خاتون بیٹھ گئیں۔ میری ان سے ہوٹل ہی میں ملاقات ہو چکی تھی۔ اس لئے اجنبیت محسوس نہ کی۔ کچھ دیر بعد سامنے کی دیوار پر لال روشنی ہوئی۔ ۷۰ آدمی ہوائی جہاز میں سفر کر رہے تھے۔ سبھوں نے اپنا اپنا بیلٹ کس لیا۔ کیونکہ جہاز پرواز کرنے والا تھا۔ اب ہوائی جہاز سیمنٹ کی سڑک پر تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ پھر دیکھتے دیکھتے اس نے زمین کو چھوڑ دیا۔ اب ہم لوگ فضا میں تھے۔ روسی جیٹ ہوائی جہاز تقریباً ۷۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ نظر آئے۔ یہ ہمالیہ پہاڑ تھا۔ ہم لوگ ماؤنٹ ایورسٹ سے بلند ۳۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے۔ سب خوش تھے اور جہاز پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹہل رہے تھے۔ میں برف سے ڈھکے ہوئے حسین و جمیل پہاڑوں کو دیکھتا رہا۔ بادل کے ٹکڑے مجھ سے بہت نیچے تیرتے ہوئے نظر آتے تھے تو کبھی عظیم ہمالیہ پہاڑ کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے تھے۔ بہت ہی دلکش اور خوبصورت منظر تھا۔ جس میں میں کھو گیا۔ ہوسٹس نے مجھے آواز دی "مسٹر داؤد آپ ناشتہ نہیں کریں گے کیا؟" میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک حسین و جمیل دوشیزہ صبح کا ناشتہ لئے کھڑی تھی! میں نے کہا ضرور ناشتہ کروں گا۔ اس نے مسکراتے ہوئے میری طرف ٹرے بڑھا دیا۔ مکھن، پنیر روٹی، بسکٹ، انڈا، کیلا اور چائے سب کچھ تو تھا ناشتے میں۔

اس وقت گھڑی میں ۹ بجا رہی تھی بمبئی کی خاتون نے فرمایا کہ آپ تو پہاڑ ہی میں کھو گئے ناشتہ تک کی بھی فکر نہ رہی۔ میں نے کہا مجھے قدرت سے محبت ہے، فطرت کے حسین مناظر مجھے بہت ہی متاثر کرتے ہیں۔ فطرت کی سادگی مصنوعی حسن سے زیادہ پُرکشش معلوم ہوتی ہے۔ پھر ہم دونوں ناشتے میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پانی کا گلاس لیا جس کے مزہ میں فرق پایا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ منرل واٹر یعنی روس کے مشہور چشموں کا پانی ہے۔ ناشتے کے دوران بمبئی کی خاتون اُن کی والدہ اُن کے بھائی سے

سے مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ سامنے کی دیوار پر لال روشنی ہوئی۔ ہم لوگوں نے اپنا اپنا بیلٹ کس لیا۔ ہم لوگ "تاشقند" پہونچ گئے۔

اب جیٹ سیمنٹ کی سڑک پر دوڑ رہا تھا پھر آہستہ ہوا اور پھر رک گیا۔ ہم لوگوں نے اپنا اپنا پاسپورٹ، ویزا اور ہیلتھ سرٹیفکیٹ نکال لیا۔ ہم لوگ یکے بعد دیگرے جہاز سے اترنے لگے۔ جہاز ہی پر پاسپورٹ اور ویزا لے لیا گیا۔ ڈاکٹر نے ہیلتھ سرٹیفکیٹ دیکھ کر واپس کر دیا۔ میں جہاز سے اترا۔

تاشقند کا ہوائی اڈا بہت ہی خوبصورت اور بڑا ہے۔ بہت سے روسی جیٹ کھڑے نظر آئے۔ مرکزی عمارت بہت ہی شاندار اور خوبصورت ہے۔ ہال اور کمرے جھاڑ فانوس سے جگمگا رہے تھے۔ مجھے یہ مشرقی انداز بہت پسند آیا۔

بجلی کے وائر دیوار کے اندر سے لائے گئے ہیں۔ باہر سے کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ جادو سا معلوم ہوتا ہے۔ سب لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول نظر آئے۔ ہندوستانی وقت کے لحاظ سے صبح کے دس بجے تھے۔ اور تاشقند کی گھڑی ۱/۲ ۱۱ بجا رہی تھی۔ ہم لوگ صبح ۷ بجے دہلی سے روانہ ہوئے تھے۔ اور دس بجے تاشقند پہنچ گئے صرف تین گھنٹے میں ۱۲ سو میل سے بھی زیادہ کا سفر طے ہوا۔ دنیا کتنی چھوٹی ہو گئی ہے۔

کسٹم آفس سے ایک فارم ملا۔ اسے پر کیا پھر اپنے سامان کی چیکنگ کروانے گیا۔ ایک ساتھ تین آدمی جا سکتے تھے کسٹم آفیسر نے فارم دیکھا اس پر مہر لگائی اور مجھے واپس کر دیا۔ پھر اس نے پوچھا "تمہارا کون سا سوٹ کیس ہے۔ میرے بتانے پر اس نے چاک سے نشان لگایا اور کہا آپ جا سکتے ہیں۔ مشکل سے دو منٹ صرف ہوئے ہوں گے۔ دہلی کے کسٹم آفس میں ایک گھنٹے سے بھی زیادہ رہنا پڑا تھا۔ وقت کی قدر مجھے یہاں آکر معلوم ہوئی۔ ہوائی اڈے پر ہی "ہوٹل لیسٹ" اور ایر انڈیا انٹرنیشنل کے نمائندوں نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ ہمارے روسی گائیڈ لطف اللہ ہم لوگوں کو ڈائننگ ہال میں لے گئے۔ جہاں ہم نے دوبارہ صبح کا ناشتہ لیا۔ ہم لوگوں میں تین قسم کے کھانے والے تھے۔ ایک وہ جو پیور ویجیٹیرین تھے۔ دوسرے ایسے سبزی خور جو انڈا اور مچھلی بھی کھاتے تھے تیسرے وہ جو ہر چیز کھانے کے لئے تیار تھے۔ میں انڈا اور مچھلی کھانے والوں میں شامل تھا۔ اکثریت پیور ویجیٹیرین والوں کی تھی۔ دوسرے نمبر پر انڈا مچھلی کھانے والے تھے سب سے کم گوشت کھانے والے۔ کھانے کی یہ ترتیب ہمارے سفر میں برقرار رہی۔ تینوں قسم کے کھانے والوں کے لئے ٹیبل مقرر کر دیا گیا تھا تاکہ سرونگ میں آسانی ہو۔ ناشتے میں سب سے پہلے تلے ہوئے انڈے آئے۔ جو بہترین تلے ہوئے تھے۔ اور بہت ہی لذیذ۔ انگور۔ روٹی۔ بند۔ مکھن پنیر۔ دودھ اور دہی ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔ ہر چیز کافی تھی۔ ناشتہ کھلانے والی حسین و جمیل خادمائیں تھیں۔ جو بہت ہی تندرست تھیں۔ تاشقند میں بے شمار حسن دیکھا۔ ناشتہ کے بعد ہم تاشقند کی سیر کے لئے ایر کنڈیشن بس پر نکلے۔

بہار کے دسمبر اور جنوری کی سردی تاشقند میں تھی۔ بس بہت لگژری اور آرام دہ تھی۔ لطف اللہ ہم دونوں کے گائیڈ تھے۔ تاشقند ازبکستان کا کیپٹل ہے "سوویت دیس" سولہ ریاستوں سے مل کر بنا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

(1) The Russian Federation (2) The Ukraine (3) Byelorussia (4) Uzbekistan (5) Kazakhstan (6) Georgia (7) Azarbaijan (8) Lithuania (9) Moldavia (10) Latvia (11) Kirghizia (12) Tajikistan (13) Armenia (14) Turkmenia (15) Estonia (16) Karelo-Finnish Republics

دوشیزائیں مضبوط اور تندرست روسی ان تمام ریاستوں میں آباد ہیں چالیس قوم اور قومیت کے لوگ "سوویت دیس" میں آباد ہیں جنہیں بلا تفریق قومیت، مذہب اور صوبے کے ہر طرح کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ سوویت دیس کی سرحد بارہ ممالک سے ملتی ہیں۔ اس کی سرحد ساٹھ ہزار کیلو میٹر لمبی ہے بارہ سمندر روسی ساحل کو چھوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل تمام جائداد حکومت کی ملکیت ہوتی ہے:۔

(1) Land (2) Mineral Wealth (3) Waters (4) Forests (5) Factories (6) Mines (7) Transport Services (8) Banks (9) Communications (10) State Forms (11) Machine and Tractor Stations (12) Bulk of the dwelling houses in the Town (13) Hospitals (14) Universities

ہم لوگ تاشقند کی چوڑی اور صاف سڑکوں سے گذر رہے تھے لطف اللہ ہم لوگوں کو سڑکوں، چوک عمارت اور بازاروں کی تفصیل بتاتے جا رہے تھے۔ ازبکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ حکومت میں بھی ان کی اکثریت ہے۔ ازبک زبان میں سکول کالج اور دیگر تعلیمی اداروں میں تعلیم دی جاتی ہے۔ روسی زبان اور پڑوسی صوبے کی زبان یا کسی غیر ملک کی زبان سیکھنا لازمی ہے۔ مسلمانوں کی پانچ ریاستیں ہیں۔ جہاں ان کی اکثریت ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1) Uzbekistan
(2) Kazakhstan
(3) Tajikistan
(4) Azarbaijan
(5) Georgia

ہم لوگ ایک پارک کے پاس آکر رکے۔ پارک کی سیر کے لئے ہم لوگ بس سے اترے۔ یہ بہت ہی بڑا خوبصورت پارک ہے۔ ایک طرف بہت ہی بڑی مصنوعی جھیل بنائی گئی ہے۔ پارک کی سیر کی۔ ایک ہوٹل میں بیٹھ کر چائے پی گئی۔ تاشقند کے بچے، مرد اور عورتیں ہم لوگوں کو دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتیں ایک دوشیزہ جو بہت ہی خوبصورت اور حسین تھی اردو جانتی تھی وہ ہم لوگوں کے لئے دلچسپی کا باعث بن گئی۔ میں نے اس سے پوچھا آپ کو اردو آتی ہے اس نے مسکراتے ہوئے کہا ٹوٹی پھوٹی اردو بول لیتی ہوں۔ میں نے کہا آپ تو بہت اچھی اردو بول رہی ہیں۔ میں نے کہا آپ کو مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس نے کہا مدرسے میں عربی، فارسی اور قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اس دوشیزہ کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی بھی تھا۔ جو چھ یا سات سال کا ہوگا۔ میں نے کہا آپ کا بھائی دینی تعلیم حاصل کرنے مدرسے جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اور پھر پریشان سی اور گھبرائی ہوئی نظر آنے لگی۔ اصغر علی نے کہا زیادہ نہ چھیڑو۔ ہم لوگوں نے اس دوشیزہ کو السلام علیکم کہا۔ اور بس پر سوار ہو گئے۔ پارک میں اور سڑکوں پر کچھ لوگ بڑی بڑی داڑھی رکھے ہوئے بھی نظر آئے۔ بس پر میں نے اپنے گائیڈ لطف سے پوچھا۔ بھائی لطف اللہ تمہارا مذہب کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ اس نے کہا میں خدا کو نہیں مانتا۔ میں نسلی مسلمان ہوں۔ لیکن ان چیزوں پر میرا کوئی اعتقاد نہیں۔ یہ سن کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ پھر میں نے پوچھا کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اس نے کہا نہیں لیکن بہت جلد شادی کرنے والا ہوں۔ میں نے کہا آپ کے یہاں شادی مذہبی قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ اس نے کہا پہلے شادی کے خواہشمند جوڑے "میرج پیلس" میں جاتے ہیں۔ اور شادی کے لئے درخواست دیتے ہیں (شادی کے لئے کم سے کم عمر ۱۸ برس ہونی چاہیئے۔ نوجوان لوگ اکثر ۲۲ سے ۲۵ برس کی عمر میں شادی کرتے ہیں) جہاں حکومت کے افسر کے سامنے ایک ساتھ زندگی گذارنے کا عہد لیا جاتا ہے۔ قوم و ملک کی خدمت کا اقرار کرایا جاتا ہے۔ پھر اس کا نام میرج رجسٹر میں درج کر لیا جاتا ہے۔ شادی ہو جانے پر فریقین کو شادی کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے اور اس کا اندراج ان کے پاسپورٹ میں ہو جاتا ہے۔ شادی کے رجسٹریشن کے وقت دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ ایک دولہا کی طرف سے اور دوسرا دولہن کی طرف سے۔ اس طرح سوویت یونین میں سول میرج کا رواج ہے۔ اب اگر کوئی مذہبی قانون کے مطابق شادی کرانا چاہتا ہو تو وہ قاضی کے پاس جاتا ہے اور مذہبی قانون کے مطابق نکاح وغیرہ کی رسوم ادا ہوتی ہیں۔ مذہبی رسوم کے ساتھ شادی کرنے کی پوری آزادی ہے۔ لیکن اس شادی کی تصدیق کی دستاویزوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی۔ ہم لوگ مختلف گفتگو کرتے ہوئے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ دوپہر کا کھانا تھا۔ مختلف چیزوں کی افراط تھی۔ میں نے دوپہر کا کھانا نہیں کھایا۔ سر اور بدن میں شدید درد محسوس کر رہا تھا۔ میں نے اپنے "ایر بیگ" سے "نوبیڈن" کی گولی نکالی اور پانی کے ساتھ کھا گیا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر ایک صوفے پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر میں نیند آگئی۔ آنکھ کھلی تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ اصغر علی اور لطف اللہ میرے پاس آئے اور میری خیریت پوچھی۔ میں نے کہا اب اچھا ہوں۔ لطف اللہ نے کہا تم کھائیں گے۔ میں نے کہا اب رات کا کھانا ہی کھاؤں گا۔ لطف اللہ نے کہا پھر آپ چھ بجے ڈائننگ ہال میں پہونچ جائیں میں نے اپنی گھڑی دیکھی تو آٹھ بج رہے تھے۔ میں نے سمجھا اب مجھے رات کا کھانا بھی نہیں ملے گا۔ پھر پتہ چلا کہ ہندوستانی آٹھ بجے ہیں تاشقند کی گھڑی تو ساڑھے پانچ بجا رہی تھی۔ بہت خوشی ہوئی تیار ہو کر ڈائننگ ہال پہنچا۔ اصغر علی اور بمبئی کی خاتون سامنے کی میز پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ مجھے اصغر علی نے اشارہ سے بلایا۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ اصغر علی نے کہا کہ آپ کو محترمہ بہت یاد کر رہی تھیں۔ میں نے کہا شکریہ ان کی ذرہ نوازی ہے ابھی میں نے اپنا جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ مسٹر اور مسز سنگھ نے رباتی حسب (؟)

ضروری اعلان

گذشتہ اشاعت میں نظارت کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ کتابت کی غلطی سے اس کا مفہوم بالکل بدل گیا ہے۔ لہذا دوبارہ شائع کیا جاتا ہے:-

نظارت ہذا کی طرف سے ایک سابقہ سرکلر چٹھی کے ذریعہ اس بات کی اطلاع دی گئی تھی کہ جماعتوں کو نظارت کی طرف سے ایسے فارم بھجوائیں گے جن میں آئندہ سال کے لئے احباب جماعت سے بیعتوں کے وعدے لے کر بھجوائے جائیں اس کے مطابق اب نظارت کی طرف سے "فارم وعدہ کنندگان بیعت" بھجوا دیئے گئے ہیں۔ جن جماعتوں میں مبلغین ہیں وہاں کے مبلغ کو یہ فارم بھیجے گئے ہیں۔ ایسی جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ اور پریذیڈنٹ صاحبان کو مبلغ کے ساتھ پورا تعاون کرنا چاہیئے

اور جہاں پر مبلغ نہیں وہاں کے پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں یہ فارم بھیجے گئے ہیں۔ احباب جماعت سے وعدے لے کر فارم کی تکمیل سیکرٹریان تبلیغ کریں اور صدر صاحبان اپنے سیکرٹریان سے تعاون فرمائیں۔

فارم وعدہ کنندگان بیعت پر اسی طرح وعدے لئے جائیں گے جس طرح چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدے لئے جاتے ہیں۔ ہر وعدہ کنندہ کا وعدہ اگر سال رواں میں پورا نہ ہو تو اس کے نام اگلے سال بقایا نکالا جاتا ہے بالکل اسی طرح بیعتوں کے وعدے بھی لئے جائیں گے۔ اور جن دوستوں کے وعدے سال رواں میں پورے نہ ہو سکیں گے ان کے نام آئندہ سال بقایا دکھایا جائے گا سال کا شمار صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال یعنی یکم مئی سے شروع ہوا کرے گا اللہ تعالےٰ ہمیں اس رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس طرح سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشاء مبارک ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

روس کی سیر

(بقیہ صفحہ ۱۰)

مجھے آواز دی ہے۔ داؤد۔ ادھر آنا۔ میں نے ان دونوں سے اجازت چاہی۔ مسٹر اور مسز کے درمیان بیٹھ گیا۔ انہوں نے میرا خیر خیریت پوچھی۔ میں نے کہا اب اچھا ہوں۔ پھر ہم لوگ کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے کے دوران گفتگو بھی ہو رہی۔ کھانے کے آخر میں خربوزے بھی کھانے کو ملے۔ یہ بہت ہی شیریں اور لذیذ تھے۔ مگنٹو گانفروز ہی شہر بارہ بجا تھا۔ ہم لوگوں کو اب ماسکو کے لئے روانہ ہونا تھا۔ پونے بجے جیٹ ہوائی جہاز کی روانگی تھی۔ ڈائننگ ہال میں ہم لوگوں کو پاسپورٹ اور ویزا مل گیا۔ ہم لوگ ویٹنگ روم میں آ گئے کچھ دیر آرام کیا پھر جہاز پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ بھی ایرو فلوٹ تیز رفتار جیٹ ہوائی جہاز تھا۔ ہم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ فقط اللہ ہم لوگوں کو چھوڑنے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہوائی جہاز سیمنٹ کی سڑک پر دوڑنے لگا۔ اب اس نے زمین کو چھوڑ دیا اور وہ فضاء میں مائل پرواز ہو گیا۔ اب ہم لوگ فضاء میں تھے۔ رات تاریک تھی۔ صرف اوپر تارے نظر آ رہے تھے نیچے کا منظر خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد نیچے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ حسین و جمیل بیگمیں نے ہم لوگوں کو کچھ سویٹس دیئے میں سویٹس کو چوستا ہوا سو گیا۔ میری آنکھ کھلی دس بجے تھے اب ہم لوگ ماسکو کے قریب تھے کچھ دیر بعد لال روشنی ہوئی۔ ہم لوگوں نے اپنا بیلٹ کس لیا ہوائی جہاز نیچے کی طرف جا رہا تھا۔ اس تاریک رات میں بھی ماسکو کتنا خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ یہ عظیم شہر روشنی سے جگمگاتا ہوا نظر آیا۔ اب ہمارا ہوائی جہاز پھر سیمنٹ کی سڑک پر دوڑ رہا تھا۔ تھیک ہم لوگ ماسکو پہنچ گئے۔ ۳½ گھنٹے میں دو ہزار پانچ سو میل سے بھی زیادہ کا سفر طے ہوا۔

ان ٹورسٹ کے نمائندہ مسٹر مائیکل سے ملاقات ہوئی۔ ہوائی اڈہ بہت ہی خوبصورت اور بڑا تھا بہت سارے جیٹ ہوائی جہاز مختلف سمتوں کو پرواز کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ مسٹر مائیکل ہم لوگوں کو ایک بس کے پاس لے گئے۔ یہ بس بھی ایئر کنڈیشن تھی۔ ہم لوگ اس بس میں سوار ہو گئے۔ بہت تیز سردی تھی ہم لوگ سردی سے کانپ رہے تھے۔ ہم لوگ سویٹر وغیرہ پہنے ہوئے تھے۔ پنجاب کے دسمبر اور جنوری کی سردی تھی بلکہ اس سے کچھ زیادہ۔ ایک ماہ کے بعد تو وہاں برف پڑنے لگی۔ بس کے آٹومیٹک دروازے بند ہو گئے۔ اب کچھ گرمی محسوس ہونے لگی۔ ہم لوگ ایک گھنٹے میں ہوٹل "میٹروپول" پہنچے وہاں پاسپورٹ ہوٹل کے منیجر کے سپرد کیا گیا۔ ایک فارم ہم لوگوں سے بھی پر کرایا گیا۔ ایک ملاقون ہوٹل کا منیجر تھا۔ ہم لوگوں کا کمرہ کا فرش گیا میرے کمرہ کے ساتھی مسٹر سن تھے جو بمبئی سے آئے تھے آپ انجینئر تھے اور بہت ہی شریف اور کم گو انسان تھے

قادیان میں عیدالاضحیہ کی قربانیاں

عیدالاضحیہ قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ صاحب حیثیت مومن اس موقعہ پر قربانی ذبح کرنے کے فریضہ کو ادا کرنے کی دلی خواہش رکھتا ہے اللہ اس کی نیک تمنا کو پورا کرنے کے سامان کرے اور اُسے بپایۂ قبولیت جگہ دے۔ شرعی نقطۂ نگاہ سے چونکہ قربانی کا گوشت کوئی صدقہ نہیں ہوتا اس لئے قربانی کرنے والا اپنے رشتہ داروں پڑوسیوں اور دوسرے تعلق داروں کو اس گوشت کا ہدیہ پیش کر سکتا ہے نیز اپنے رہائشی مقام کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر بھی اُس کی طرف سے قربانی دی جا سکتی ہے۔

قادیان جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہونے کے لحاظ سے اور اس پہلو سے کہ اس مقدس مقام میں جن دوستوں کو اس وقت قیام کی سعادت حاصل ہے دراصل وہ ساری احمدیہ جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ بعض دوستوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کی قربانی کا جانور جماعتی انتظام کے ماتحت قادیان ہی میں ذبح کیا جائے۔ تاکہ اُن کی طرف سے گوشت کا ہدیہ درویشان کرام کو پیش کیا جا سکے۔

اسی طرح بعض دوست ایسے مقامات میں رہائش رکھتے ہیں۔ جہاں قربانی کا موزوں جانور دستیاب ہونے میں دقت پیش آتی ہے یا بعض دوست اپنی مصروفیات کی وجہ سے جانور کے ذبح کرنے اور اس کا گوشت حسب دلخواہ افراد تک پہنچانے کے وسائل نہیں رکھتے۔ ان سب احباب کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اُن کی طرف سے مرکز سلسلہ میں قربانی ذبح کرنے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ ایسے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس وقت قادیان میں اوسط درجہ کا قربانی والا جانور کم از کم -/35 روپیہ میں دستیاب ہوتا ہے۔ پس جو دوست اس بات کی خواہش رکھتے ہوں کہ عیدالاضحیہ کے موقعہ پر اس کی طرف سے قادیان میں قربانی دی جائے وہ جلد از جلد مندرجہ بالا حساب سے قربانی کی رقوم امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرمائیں اور اپنے ارادہ اور خواہش سے اطلاع بخشیں تا بروقت انتظام کیا جا سکے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان

درخواست دعا

خاکسار ان دنوں ایک سنگین مقدمہ میں ماخوذ ہے۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ مولا کریم عزت و آبرو کے ساتھ خاکسار کو بری کرے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار زین العابدین خاں احمدی
کیرنگ اڑیسہ

قادیان میں جلسہ پیشوایانِ مذاہب (بقیہ صفحہ ۲)

ایم۔اے نے مختصری تقریر کی جس میں آپ نے تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم

"تسبیح"

پر اپنے خیالات کا اظہار کیا نیز ایک پنجابی نظم پڑھی جس میں عمدہ پیرایہ میں اتفاق کے محاسن بیان کئے گئے۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقا پوری کی تھی جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر کی۔ آپ نے حضور کی حیات طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات اور آپ کی سیرت کے بعض درخشندہ پہلوؤں کو دلنشین انداز میں بیان کیا اور بتایا کہ کس طرح حضور اپنی ابتدائی عمر ہی سے درپے بڑے سے بڑے صدمات سے دوچار ہوئے جن کو حضور نے بڑے ہی صبر و شکر سے برداشت کیا۔ اور اپنی جوانی کی عمر کو بڑی پارسائی اور خدمت قوم میں گزارا۔ پھر مقام نبوت پر فائز ہوئے۔ تو مکہ کے مخالفوں نے آپ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے مگر ان سب حالات کا محض اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر بڑی پامردی سے کامیاب مقابلہ کیا۔ چنانچہ آپ کو اپنا عزیز وطن بھی چھوڑنا پڑا۔ مگر دشمن نے وہاں بھی آپ کو چین نہ لینے دیا۔ بالآخر خدا نے اپنے ہر میدان میں آپ کو مظفر و منصور فرمایا۔ اور آٹھ سال بعد آپ بڑی شان و شوکت کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاتحانہ طریق پر مکہ میں داخل ہوئے مگر ایک قطرہ خون بھی نہ بہنے دیا۔ جب آپ کے بانی دشمن آپ کے سامنے مجرموں کی حیثیت میں پیش ہوئے اور اپنی سابقہ سیاہ کاریوں کے باعث وہ سرنگوں تھے۔ تو آپ نے کمال درجہ کے رحم و کرم کا نمونہ دکھاتے ہوئے ان سب کو معاف کر دیا۔ اور فرمایا اذھبوا انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم مولوی صاحب نے حضور کی پاک تعلیم کے ذکر میں بتایا کہ دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی ایک خدا کی طرف دنیا کو دعوت دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو رب العالمین کی پوزیشن میں پیش کیا۔ اور بتایا کہ وہ خدا جس کی مادی نعمتوں سے ساری دنیا برابر فائدہ اٹھا رہی ہے۔ جس نے علیحدہ روحانی نعمتوں سے بھی کسی قوم اور ملک کو محروم نہیں کیا جبکہ قرآن نے بتایا ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر

چنانچہ حضور کی ہی اس مقدس تعلیم کی روشنی میں آج کا یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے

آپ ہی کی لائی ہوئی تعلیم کے پیش نظر وہ کسی ایک نبی اور رسول کی تفریق کرنے والا مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس تعلیم سے حضور نے تمام مذہبی پیشواؤں کی عزت و احترام کا بہت عمدگی سے تحفظ فرمایا ہے

تیسرے نمبر پر آپ نے بیان کیا کہ حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ایک عالمگیر برادری کی بنیاد ڈالی اور اخوت کی تعلیم دی کہ الخلق عیال اللہ کہ تمام مخلوق خدا تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اسی لئے اب اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرے۔ یہ وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جس سے مشرق و مغرب گورے و کالے اونچی نیچی ذات والے سبھوں کو ایک صف میں کھڑا کیا گیا ہے۔ اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا گیا ہے۔

آخر میں حضور کی عظیم الشان معجزانہ ترقی اور مقبولیت کو بطور خلاصہ بیان کرتے ہوئے مقرر نے کہا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر پہلے مرد مجاہد میدان میں اکیلا نکلا۔ دنیا نے اپنی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا کامیاب کیا کہ جب داعی حق کی طرف سے آپ کو آخری بلاوا آیا تو سارا عرب آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے اسی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے جمع ہو چکا تھا۔ اور آج پھر آپ کی امن و صلح کی تعلیم سارے دنیا میں مقبولیت کا درجہ پا گئی

نیز یہ وہ پیارا مذہب جس کا پیارا نام اسلام ہے یہ ہے پیارا نبی جس کا زندہ جاوید کارنامہ ہے آج دنیا میں بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام سے منسوب ہے اللھم صل علیہ وسلم انک حمید مجید۔

صدارتی تقریر

آخر پر صدر جلسہ جناب جاگیر صاحب نے چند منٹوں کے لئے انگریزی زبان میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے اسلام و احمدیت کے اصولوں اور جماعت کی قابل قدر کوششوں کو سراہا اور حاضرین جلسہ کو متذکرہ الفاظ میں تلقین کی کہ ہمیں ماضی کے تلخ واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار کرنا سیکھنا چاہیئے۔ آپ نے بار بار نیز سب کو باہمی رواداری پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

اختتام جلسہ کا تقریری پروگرام ختم ہوا محترم صاحبزادہ صاحب نے مقررین و سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ کی کامیابی کیساتھ ۶½ بجے جلسہ برخواست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ٹی پارٹی جلسہ سے فراغت کے بعد معزز مہمانوں کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

جلسہ کی کامیابی تقسیم ملک کے بعد اب تک کا یہ مکمل کامیاب جلسہ پیشوایانِ مذاہب مرکز سلسلہ میں پہلا جلسہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاندار طور پر کامیاب رہا۔ جس میں حاضری مقررین کا عمدہ معیار اور غیر مسلم تعلیم یافتہ اونچے طبقے کی شمولیت بلحاظ سے توقع سے زیادہ اور حوصلہ افزا رہی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔

درویشان کا خلوص اور تعاون

شروع گرمی میں بہت قلیل وقت پر جلسہ کے جملہ انتظامات کے لئے زیادہ اور تسلی بخش کام درویشان کرام کی جوان ہمتی اور قابل قدر پُرخلوص تعاون اور خدمت دین کے صحیح جذبہ سے بروقت پورا ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی ہدایات کے تحت جلسہ گاہ کی تیاری اور سجاوٹ مہمانان کرام کے قیام و طعام وغیرہ کی خدمات گویا سب شعبوں میں جملہ درویشان کرام نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قائم مقام ناظر امور عامہ نے جلسہ سے قبل امرتسر جالندھر گورداسپور دھاریوال جاکر غیر مسلم مقررین کو تقاریر کے لئے تیار کیا اور دیگر ضروری انتظامات میں قابل قدر تعاون فرمایا۔ یہ سب احباب نائب شکریہ اور دلی دعا کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مخلصین کو اپنی جناب سے بہتر اجر عطا فرمائے اور ان کے اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کے ساتھ ہو۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

رپورٹ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد (بقیہ)

مردوں کے ساتھ ساتھ خدمت اسلام کا فریضہ ادا کیا ہے۔ اور ہماری جماعت کی مستورات کی قربانی تو ہر لحاظ سے مثال ہے۔ ہم بھی حیدرآباد کی حلقہ تک اپنے بھائیوں کے دوش بدوش خدمت دین میں حصہ لیں۔ اور آپ نے مجلس عاملہ کی ممبرات سے خاص طور پر اپیل کی کہ وہ ہر ہفتہ ماہواری میٹنگ میں شامل ہوں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مجمعوں میں برکت ڈالے۔ اور ہم مستقل مزاجی کے ساتھ خدمت دین کا کام سرانجام دیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ احمدیہ جوبلی ہال کی تکمیل میں لجنہ اماء اللہ کا ایک دفتر سیٹ کیا جا رہا ہے تاکہ مجلس عاملہ باقاعدہ طور پر روزانہ مجلس کی بیداری کے لئے اکٹھی بیٹھ کر کام کر سکے۔ اسی سلسلہ میں حضور صاحب مرکز نے خاص دلچسپی لیتے ہوئے ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسارہ
اعظم النساء بیگم
جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
حیدرآباد دکن